قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل
لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 9 دسمبر 2022ء | 14 جمادی الاول 1444 ہجری قمری | 9 فتح 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 270

فرمانِ رسولؐ

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچائی نیکی کی طرف اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور جو انسان ہمیشہ سچ بولے اللہ کے نزدیک وہ صدیق لکھا جاتا ہے اور جھوٹ گناہ کی طرف اور گناہ جہنم کی طرف لے کر جاتا ہے اور جو آدمی ہمیشہ جھوٹ بولے ہو اللہ کے ہاں کذّاب لکھا جاتا ہے۔

(مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضلہ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

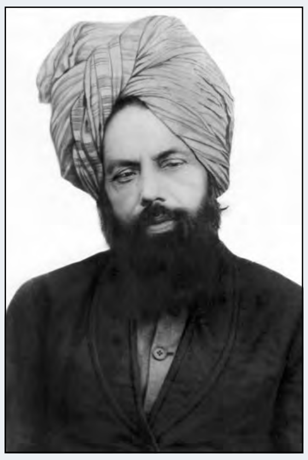

مَیں کیونکر کہوں کہ جھوٹ کے بغیر گزارہ نہیں۔ ایسی باتیں نری بیہودگیاں ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ سچ کے بغیر گزارہ نہیں۔ مَیں اب تک بھی جب اپنے اس واقعہ کو یاد کرتا ہوں تو ایک مزا آتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے پہلو کو اختیار کیا۔ اس نے ہماری رعایت رکھی اور ایسی رعایت رکھی جو بطور نشان کے ہوگئی۔ مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ (الطلاق: 4)

یقیناً یاد رکھو! جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں۔ عام طور پر دنیا دار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہو جاتے ہیں۔ مگر مَیں کیونکر اس کو باور کروں؟ مجھ پر سات مقدمے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی ایک میں بھی مجھے جھوٹ کہنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کوئی بتائے کہ کسی ایک میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے شکست دی ہو۔ اللہ تعالیٰ تو آپ سچائی کا حامی اور مددگار ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ راستباز کو سزا دے؟ اگر ایسا ہو تو دنیا میں پھر کوئی شخص سچ بولنے کی جرأت نہ کرے اور خدا تعالیٰ پر سے ہی اعتقاد اٹھ جاوے۔ راستباز تو زندہ ہی مر جاویں۔

اصل بات یہ ہے کہ سچ بولنے سے جو سزا پاتے ہیں وہ سچ کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ وہ سزا اُن کی بعض اَور مخفی در مخفی بدکاریوں کی ہوتی ہے اور کسی اور جھوٹ کی ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے پاس تو ان کی بدیوں اور شرارتوں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔ ان کی بہت سی خطائیں ہوتی ہیں اور کسی نہ کسی میں وہ سزا پا لیتے ہیں۔

میرے ایک استاد گل علی شاہ بٹالے کے رہنے والے تھے۔ وہ شیر سنگھ کے بیٹے پرتاپ سنگھ کو بھی پڑھایا کرتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ شیر سنگھ نے اپنے باورچی کو محض نمک مرچ کی زیادتی پر بہت مارا تو چونکہ وہ بڑے سادہ مزاج تھے انہوں نے کہا کہ آپ نے بڑا ظلم کیا۔ اس پر شیر سنگھ نے کہا مولوی جی کو خبر نہیں اس نے میرا سو بکرا کھایا ہے۔ اسی طرح پر انسان کی بدکاریوں کا ایک ذخیرہ ہوتا ہے اور وہ کسی ایک موقعہ پر پکڑا جا کر سزا پاتا ہے۔ جو شخص سچائی اختیار کرے گا کبھی نہیں ہو سکتا کہ ذلیل ہو اس لیے کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کی حفاظت جیسا اور کوئی محفوظ قلعہ اور حصار نہیں۔ لیکن ادھوری بات فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جب پیاس لگی ہوئی ہو تو صرف ایک قطرہ پی لینا کفایت کرے گا یا شدت بھوک کے وقت ایک دانہ یا لقمہ سے سیر ہو جاوے گا؟ بالکل نہیں۔ بلکہ جب تک پورا سیر ہو کر پانی نہ پیے یا کھانا نہ کھالے تسلی نہ ہوگی۔ اسی طرح پر جب تک اعمال میں کمال نہ ہو وہ ثمرات اور نتائج پیدا نہیں ہوتے جو ہونے چاہئیں۔ ناقص اعمال اللہ تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے اور نہ وہ بابرکت ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہی وعدہ ہے کہ میری مرضی کے موافق اعمال کرو۔ پھر میں برکت دوں گا۔

غرض یہ باتیں دنیا دار خود ہی بنا لیتے ہیں کہ جھوٹ اور فریب کے بغیر گزارہ نہیں۔ کوئی کہتا ہے فلاں شخص نے مقدمہ میں سچ بولا تھا اس لیے چار برس کو دھر اگیا۔ مَیں پھر کہوں گا کہ یہ سب خیالی باتیں ہیں جو عدم معرفت سے پیدا ہوتی ہیں۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 351-355 ایڈیشن 1984ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۱﴾

(الحج: 31)

ترجمہ: پس بتوں کی پلیدی سے احتراز کرو اور جھوٹ کہنے سے بچو۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

جماعت کے خلاف تو مقدمات میں ہمیں اکثر نظر آتا ہے کہ بہت سارے لوگ جو موجود بھی نہیں ہوتے وہ گواہ بن کے کسی کے مقدمے میں پیش ہو جاتے ہیں۔ تو بہرحال (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) فرماتے ہیں کہ ’’آج دنیا کی حالت بہت نازک ہوگئی ہے۔ جس پہلو اور رنگ سے دیکھو جھوٹے گواہ بنائے جاتے ہیں۔ جھوٹے مقدمہ کرنا تو بات ہی کچھ نہیں۔ جھوٹے اسناد بنا لیے جاتے ہیں‘‘۔ (سارے کاغذات documents جھوٹے بنا لئے جاتے ہیں۔ کسی سرکاری افسر کو پیسے دیئے اور جھوٹے بنا لئے) ’’کوئی امر بیان کریں گے تو سچ کا پہلو بچا کر بولیں گے۔‘‘ (یعنی سچ سے دُور ہی رہیں گے اور آجکل تو یہ حالت پہلے سے بھی بڑھ گئی ہے) ’’اب کوئی ان لوگوں سے جو اس سلسلہ کی ضرورت نہیں سمجھتے پوچھے کہ کیا یہی وہ دین تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے؟‘‘ (سلسلے کی ضرورت کے بارے میں آپ نے ان اخلاق کو پیش کیا اور بتایا کہ کیا صرف اتنا ہی کہہ دینا کہ مسیح آسمان پر نہیں ہے اور زمین میں فوت ہو چکے ہیں اور اب جس نے آنا تھا وہ آ گیا ہے کافی ہے؟ نہیں۔ بلکہ یہ اعلیٰ اخلاق ہیں جو قائم کرنے ہوں گے۔ اور اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا) فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ نے تو جھوٹ کو نجاست کہا تھا کہ اس سے پرہیز کرو۔ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج: 31) بت پرستی کے ساتھ اس جھوٹ کو ملایا ہے‘‘۔ فرمایا ’’جیسا احمق انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پتھر کی طرف سر جھکاتا ہے ویسے ہی صدق اور راستی کو چھوڑ کر اپنے مطلب کے لیے جھوٹ کو بُت بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بُت پرستی کے ساتھ ملایا اور اس سے نسبت دی جیسے ایک بت پرست بت سے نجات چاہتا ہے۔ جھوٹ بولنے والا بھی اپنی طرف سے بت بناتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس بُت کے ذریعہ نجات ہو جاوے گی…‘‘

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 349-350 ایڈیشن 1984ء)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 فروری 2016ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- ہمارا رہے قلب روشن (منظوم)
- بنیادی مسائل کے جوابات
- حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانؓ
- This Week with Huzoor
- ملک منور احمد عارف جہلمی مرحوم کا ذکر خیر
- قادیانی جماعت نے ہندوستان سے باہر وہ کام کر دکھایا جو کسی ملک کے مسلمانوں نے اس وقت تک نہیں کیا۔

دربارِ خلافت

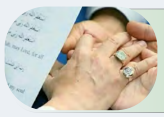

یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور وہی لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے

سڈنی آسٹریلیا کے خدام کی حضور انور سے آن لائن ملاقات مؤرخہ 26/ جون 2022ء میں پوچھے جانے والے ایک سوال کا پُرمعارف جواب۔

سوال: پیارے حضور! ہمیں اس بات کا علم ہے کہ خلفاء کا انتخاب اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ ہم اس بات کا ثبوت غیر احمدیوں کو کس طرح دے سکتے ہیں جب وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا خلیفہ لوگوں کے ذریعے چنا جاتا ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ”دیکھیں! اللہ تعالیٰ بندوں کو استعمال کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے۔ بے شمار ایسے لوگ ہیں جو مجلس انتخابِ خلافت کے ممبر ہیں جو خلیفہ کا انتخاب کرتی ہے۔ میرے انتخاب میں بھی۔ میں لوگوں میں پہچانا نہیں جاتا تھا۔ میرے خیال میں پانچ فیصد سے زیادہ لوگ میرے بارے میں نہیں جانتے تھے۔ کچھ عرب تھے، غیر ملکی تھے، افریقن تھے، وہ کہتے ہیں کہ اچانک کچھ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ڈالا کہ تم اپنا ہاتھ اس شخص کے حق میں کھڑا کرو۔ چنانچہ، گو لوگ اس شخص کا انتخاب کرتے ہیں لیکن یہ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے جو ان کے دلوں میں ڈالتا ہے۔ اور اچھی خاصی تعداد میں مختلف لوگوں کی روایات اور تاثرات ہیں جس میں انہوں نے بیان کیا کہ انتخاب کے دوران ان کی کیا کیفیات تھیں اور کیا ہوا۔ اگر آپ اسے پڑھیں اور اپنا علم بڑھائیں تو آپ اپنے غیر احمدی دوستوں، بلکہ اپنے ساتھ خدام کو بھی کو مطمئن کر سکتے ہیں۔ خدام الاحمدیہ کے بھی کئی ممبران ہیں جو اس بارے میں واضح نہیں ہیں۔ ان کے دماغوں میں کچھ شبہات ہیں چنانچہ آپ کو ان کے شبہات دور کرنے ہوں گے۔ پہلے آپ پڑھیں اور پھر ان کے شبہات دور کریں۔ قرآن کریم میں بھی لکھا ہے کہ مختلف طریق ہیں۔ کبھی اللہ تعالیٰ خود کسی کو مقرر کرتا ہے جیسا کہ انبیاء ہیں۔ کبھی کچھ افراد کے ذریعے اور یہ ہم تاریخ اسلام میں بھی دیکھتے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ کو کس نے منتخب کیا؟ انصار اور مہاجرین میں اختلاف تھا۔ وہ اپنے اپنے قبائل سے اور اپنی قوم سے چننا چاہتے تھے۔ انصار کہہ رہے تھے ہمارا خلیفہ انصار میں سے ہو۔ مہاجرین کہہ رہے تھے کہ نہیں ہم اپنا خلیفہ مہاجرین میں سے چنیں۔ پھر حضرت ابو بکرؓ نے اس معاملے میں تقریر کی۔ اور بعد ازاں با آسانی اس نتیجہ پر پہنچے کہ ہم حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کریں۔ یہی بات حضرت عمرؓ کے انتخاب کے موقع پر ہوئی اور یہ اسلامی تاریخ میں ہے۔ اور اسی کی ہمارے نظام میں پیروی ہوتی ہے۔ ہم نے کوئی نیا نظام نہیں شروع کیا۔ ہم تو اسی پرانے نظام کی پیروی کر رہے ہیں۔ اگر یہ سوال غیر احمدی مسلمانوں کے لئے ہے تو آپ انہیں بتا سکتے ہیں کہ آپ بھی کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ منتخب خلفاء تھے۔ ان سب کا انتخاب انسانوں نے کیا تھا۔ اسی طرح خلفائے احمدیت کا انتخاب ہوتا ہے۔ اگر وہ عیسائی یا اور افراد ہیں تو آپ کو ان کو کھول کر بیان کرنا ہو گا۔ کیونکہ بہت سے شواہد ہیں، بہت سے لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اچانک ہمارے دل میں آیا کہ اس شخص کے حق میں ووٹ دیں۔ چنانچہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور وہی لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے۔“

(This Week with Huzoor مطبوعہ الفضل آن لائن مؤرخہ 30/ ستمبر 2022ء)

مجلس احرار کے سابق جنرل سیکرٹری جناب سیفی کاشمیری کا حلفیہ بیان

خدا وحدہ لاشریک کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی کا کام ہے۔ قطعی اور یقینی طور پر کہتا ہوں کہ مجلس احرار کی مرزائیت یا قادیانیت کے خلاف تمام تر جدوجہد اور قادیانیت کے خلاف یہ سب پراپیگنڈا محض مسلمانوں سے چندہ وصول کرنے اور کونسل کی ممبری کے لئے ان سے ووٹ لینے کے لئے ہے۔

(اخبار زمیندار 28/ اگست 1936ء)

(مرسلہ: سید مبشر احمد ایاز۔ قادیان)

ہمارا رہے قلبِ روشن

تُو اپنی محبت عطا کر ہمیں
وفا کی سعادت عطا کر ہمیں

دلوں میں ہو ذوقِ عبادت خدا
نمازوں میں لذّت عطا کر ہمیں

چلیں تیری رہ پر، نہ گمراہ ہوں
خدایا ہدایت عطا کر ہمیں

عدو بھی گواہی دیں کردار کی
جہاں میں وہ سیرت عطا کر ہمیں

قدم لڑکھڑانے نہ پائیں کبھی
سدا استقامت عطا کر ہمیں

رہے قلب روشن ہمارا مدام
تُو نورِ بصیرت عطا کر ہمیں

چلیں تیرے رستے پہ ہم رات دن
ہمیشہ اطاعت عطا کر ہمیں

دلائل سے قائل کریں دہر کو
خدا ایسی جرأت عطا کر ہمیں

مقدر کا روشن ستارہ رہے
زمانے میں عزّت عطا کر ہمیں

رہے سر پہ یا رب! حیا کی ردا
وفا کی تُو دولت عطا کر ہمیں

(بشریٰ سعید عاطف۔ مالٹا)

مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن

بنیادی مسائل کے جوابات

قسط 40

سوال: قرآن کریم کی حافظ ایک بچی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں استفسار بھجوایا کہ کیا میرے والد صاحب میری اقتداء میں نماز تراویح ادا کر سکتے ہیں؟ اور اگر نماز میں قرآن کریم کی تلاوت کا آغاز کرنا ہو تو کیا پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد دوبارہ سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد سورۃ البقرہ کی قرأت شروع کی جائے گی؟ نیز یہ کہ جہری نمازوں میں سورتوں کی قرأت سے قبل بسم اللہ بھی اونچی آواز میں پڑھنی چاہئے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 25 جولائی 2021ء میں اس سوال کے جواب میں درج ذیل ہدایات عطا فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: اسلام نے نماز باجماعت کی فرضیت صرف مردوں پر عائد فرمائی ہے اور عورتوں کا باجماعت نماز ادا کرنا محض نفلی حیثیت قرار دیا ہے۔ اس لئے مردوں کی موجودگی میں کوئی عورت نماز باجماعت میں ان کی امام نہیں بن سکتی۔ آنحضور ﷺ اور آپ کے بعد خلفائے راشدین نے کبھی کسی عورت کو مردوں کا امام مقرر نہیں فرمایا۔ اسی طرح اس زمانہ کے حکم وعدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی جب کبھی کسی علالت کی وجہ سے گھر پر نماز ادا فرماتے تو باوجود علالت کے نماز کی امامت خود کراتے۔ پس نفل نماز ہو یا فرض، اگر کسی جگہ پر مرد اور عورتیں دونوں موجود ہوں تو نماز باجماعت کی صورت میں نماز کا امام مرد ہی ہوگا۔

2۔ نماز کے دوران قرآن کریم کی تلاوت آغاز سے شروع کرتے وقت بھی طریق یہی ہے کہ نماز میں پڑھی جانے والی سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد سورۃ البقرہ کی تلاوت شروع کی جائے گی، دوبارہ سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی جائے گی۔ البتہ فقہاء نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ قرآن کریم ختم کرنے کی صورت میں اگر کوئی شخص نماز میں سورۃ الناس کے بعد دوبارہ قرآن کریم کا کچھ ابتدائی حصہ پڑھنا چاہے تو وہ سورۃ فاتحہ سے آغاز کر سکتا ہے اور اس کے بعد سورۃ البقرہ کا بھی کچھ پڑھ سکتا ہے، اس میں کچھ حرج کی بات نہیں لیکن ابتداء میں سورۃ فاتحہ کا تکرار بعض فقہاء کے نزدیک موجب سجدہ سہو ہے۔

3۔ نماز میں سورۃ کی تلاوت شروع کرنے سے قبل بسم اللہ بلند آواز میں پڑھنا یا آہستہ پڑھنا ہر دو طریق درست اور رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں۔ چنانچہ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں:

میں نے رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان سب کے پیچھے نماز پڑھی ہے لیکن ان میں سے کسی ایک کو بھی میں نے بسم اللہ بالجہر پڑھتے نہیں سنا۔

(صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب حجۃ من قال لا یجہر بالبسملۃ)

نعیم بن المجمر روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کی امامت میں نماز پڑھی، انہوں نے بسم اللہ اونچی آواز میں تلاوت کی پھر سورۃ فاتحہ پڑھی۔ پھر جب غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ پر پہنچے تو انہوں نے آمین کہی تو لوگوں نے بھی آمین کہی۔ جب آپ سجدہ میں جاتے تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے اور جب دو رکعت پڑھ کر اٹھتے تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے۔ پھر جب آپ نے سلام پھیرا تو کہا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نماز کے معاملہ میں تم میں سے سب سے زیادہ آنحضرت ﷺ کی نماز سے مشابہ ہوں۔ (یعنی میری نماز حضور ﷺ کی نماز سے مشابہ ہے)

(سنن نسائی کتاب الافتتاح باب قرأۃ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ بسم اللہ الرحمن الرحیم جہراً پڑھا کرتے تھے۔

(المستدرک للحاکم کتاب الامامۃ وصلاۃ الجماعۃ باب التامین)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

بسم اللہ جہراً اور آہستہ پڑھنا ہر دو طرح جائز ہے۔ ہمارے حضرت مولوی عبد الکریم صاحب (اللّٰھم اغفرہٗ وارحمہ) جوشیلی طبیعت رکھتے تھے۔ بسم اللہ جہراً پڑھا کرتے تھے۔ حضرت مرزا صاحبؑ جہراً نہ پڑھتے تھے۔ ایسا ہی میں بھی آہستہ پڑھتا ہوں۔ صحابہ میں ہر دو قسم کے گروہ ہیں۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کسی طرح کوئی پڑھے اس پر جھگڑا نہ کرو۔ ایسا ہی آمین کا معاملہ ہے ہر دو طرح جائز ہے۔ بعض جگہ یہود اور عیسائیوں کو مسلمانوں کا آمین پڑھنا بُرا لگتا تھا تو صحابہ خوب اونچی پڑھتے تھے۔ مجھے ہر دو طرح مزا آتا ہے۔ کوئی اونچا پڑھے یا آہستہ پڑھے۔

(بدر نمبر 32 جلد 11 23 مئی 1912ء صفحہ 3)

حضرت میاں عبداللہ صاحب سنوریؓ روایت کرتے ہیں۔ میں نے حضرت صاحب کو کبھی رفع یدین کرتے یا آمین بالجہر کہتے نہیں سنا اور نہ کبھی بسم اللہ بالجہر پڑھتے سنا ہے۔

خاکسار (حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ۔ ناقل) عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق عمل وہی تھا جو میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا لیکن ہم احمدیوں میں حضرت صاحب کے زمانہ میں بھی اور آپ کے بعد بھی یہ طریق عمل رہا ہے کہ ان باتوں میں کوئی ایک دوسرے پر گرفت نہیں کرتا بعض آمین بالجہر کہتے ہیں بعض نہیں کہتے بعض رفع یدین کرتے ہیں اکثر نہیں کرتے بعض بسم اللہ بالجہر پڑھتے ہیں اکثر نہیں پڑھتے اور حضرت صاحب فرماتے تھے کہ دراصل یہ تمام طریق آنحضرت ﷺ سے ثابت ہیں مگر جس طریق پر آنحضرت ﷺ نے کثرت کے ساتھ عمل کیا وہ وہی طریق ہے جس پر خود حضرت صاحب کا عمل تھا۔

(سیرۃ المہدی جلد اول صفحہ 147-148 روایت نمبر 154 مطبوعہ فروری 2008ء)

سوال: ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے استفسار کیا کہ اللہ تعالیٰ کو طاق نمبر کیوں پسند ہے؟ 1۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے قرآن مجید میں مذکر کا صیغہ کیوں استعمال کیا ہے؟ 2۔ کیا یہ بات درست ہے کہ جنت میں اعلیٰ مقام والے لوگ اپنے سے کم مقام والوں کو تو مل سکیں گے، لیکن کم درجہ والے اعلیٰ درجہ والوں سے نہیں مل سکیں گے؟ 3۔ ایک دہریہ کو کیسے سمجھایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بالآخر انسانوں کو معاف کر کے جنت میں لے جانا ہے؟

جواب: آپ کے پہلے سوال کا جواب تو حدیث میں بھی بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ چونکہ خود ایک ہے اور ایک کا ہندسہ طاق ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کو طاق پسند ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ وِتْرٌ یُحِبُّ الْوِتْرَ یعنی اللہ تعالیٰ یقیناً وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبہ والاستغفار باب فِی أَسْمَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَفَضْلِ مَنْ أَحْصَاهَا)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہمیں اللہ تعالیٰ کا یہ قانون نظر آتا ہے کہ وہ طاق چیزوں کو پسند کرتا ہے۔ رسول کریم ﷺ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ طاق چیزوں کو پسند کرتا ہے۔ وہ خود بھی ایک ہے اور دوسری اشیاء کے متعلق بھی وہ یہی پسند کرتا ہے کہ وہ طاق ہوں۔ چنانچہ یہ حکمت ہمیں ہر جگہ نظر آتی ہے۔ مگر یہ ایک الگ اور وسیع مضمون ہے جس کو اس وقت بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تمام قانون قدرت میں اللہ تعالیٰ نے طاق کو قائم رکھا ہے اور اس کے ہر قانون پر طاق حاوی ہے۔ قرآن کریم کے محاوروں اور رسول کریم ﷺ کے محاوروں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سات کے عدد کو تکمیل کے ساتھ خاص طور پر تعلق ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دُنیا کو سات دن میں بنایا۔ اسی طرح انسان کی روحانی ترقیات کے سات زمانے ہیں۔ پھر آسمانوں کیلئے بھی قرآن کریم میں سَبْعَ سَمٰوٰت کے الفاظ آتے ہیں اور یہ طاق کا عدد ہے۔ تو طاق کا عدد اللہ تعالیٰ کے حضور خاص حکمت رکھتا ہے اور اس کا مظاہرہ ہم تمام قانون قدرت میں دیکھتے ہیں۔

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مؤرخہ 7 اپریل 1939ء صفحہ 5)

2۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں مذکر اور مونث کے صیغے انسانوں میں جنسی فرق کرنے کیلئے بولے جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہ لا شریک ہے اور اس قسم کی تقسیم سے منزہ ہے۔ ہاں خدا تعالیٰ نے ہمیں سمجھانے کیلئے اپنے متعلق خود کچھ باتیں بیان فرمائی ہیں لیکن وہ سب استعارہ کے رنگ میں ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ نہ مرد ہے اور نہ عورت اور وہ ہر قسم کی جنس سے پاک ہے۔

اسی طرح دنیا کے تقریباً تمام معاشروں میں عورت کو مرد کی نسبت کمزور سمجھا جاتا ہے۔ اسلام کی بعثت کے وقت عرب میں بھی یہی تصور پایا جاتا تھا۔ چنانچہ قرآن کریم میں کفار کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہوں نے اپنے لئے تو بیٹے چنے ہیں اور اللہ تعالیٰ کیلئے بیٹیاں چنیں ہیں۔ یعنی وہ فرشتوں کو مونث کے صیغے سے پکارتے تھے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے متعلق فرماتا ہے کہ یہ بہت ہی بُری تقسیم ہے جو وہ کرتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا اَلَکُمُ الذَّکَرُ وَلَہُ الْاُنْثٰی ﴿۲۲﴾ تِلْکَ اِذًا قِسْمَۃٌ ضِیْزٰی ﴿۲۳﴾ (النجم:22-23) یعنی کیا تمہارے لئے تو بیٹے ہیں اور اس کیلئے بیٹیاں ہیں؟ تب تو یہ ایک بہت ناقص تقسیم ٹھہری۔

پس آغاز آفرینش سے ہی مونث کو کمزور اور مذکر کو اعلیٰ اور طاقتور سمجھا جاتا ہے۔ عربی زبان میں بھی مذکر کا صیغہ کامل قوت اور قدرت والے پر دلالت کرتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ جو تمام قوتوں کا سرچشمہ اور

وراء الوراء طاقتوں کا مالک ہے اس نے اپنے لئے وہ صیغہ استعمال فرمایا ہے جو انسانوں کی نظر میں بھی اس کی ذات کے قریب ترین قرار پاتا ہے۔ ورنہ قرآن و حدیث میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارہ میں جو تشبیہات بیان ہوئی ہیں وہ سب استعارہ کے طور پر ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ہستی لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ کی مصداق ہے جیسا کہ فرمایا: فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ جَعَلَ لَکُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَزۡوَاجًا وَّ مِنَ الۡاَنۡعَامِ اَزۡوَاجًا ۚ یَذۡرَؤُکُمۡ فِیۡہِ ؕ لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ ۚ وَ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ (الشوریٰ:12) یعنی وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے ساتھی بنائے ہیں اور چار پایوں کے بھی جوڑے بنائے ہیں اور اس طرح وہ تم کو زمین میں بڑھاتا ہے اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ بہت سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

خدا شناسی کے بارے میں وسط کی شناخت یہ ہے کہ خدا کی صفات بیان کرنے میں نہ تو نفی صفات کے پہلو کی طرف جھک جائے اور نہ خدا کو جسمانی چیزوں کا مشابہ قرار دے۔ یہی طریق قرآن شریف نے صفات باری تعالیٰ میں اختیار کیا ہے۔ چنانچہ وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ خدا سنتا، جانتا، بولتا، کلام کرتا ہے۔ اور پھر مخلوق کی مشابہت سے بچانے کیلئے یہ بھی فرماتا ہے لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ...یعنی خدا کی ذات اور صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 376-377)

پھر فرمایا:

ازل سے اور قدیم سے خدا میں دو صفتیں ہیں۔ ایک صفت تشبیہی دوسری صفت تنزیہی۔ اور چونکہ خدا کے کلام میں دونوں صفات کا بیان کرنا ضروری تھا یعنی ایک تشبیہی صفت اور دوسری تنزیہی صفت اِس لئے خدا نے تشبیہی صفات کے اظہار کیلئے اپنے ہاتھ آنکھ محبت غضب وغیرہ صفات قرآن شریف میں بیان فرمائے اور پھر جب کہ احتمال تشبیہ کا پیدا ہوا تو بعض جگہ لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ کہہ دیا۔

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 277)

3۔ قرآن کریم میں اہل جنت اور اہل جہنم کا جہاں ذکر کیا گیا ہے، وہاں ان دونوں کے درمیان ایک روک کے حائل ہونے کا ذکر بھی کیا گیا، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ جنتی اور جہنمی ایک دوسرے سے نہیں مل سکیں گے لیکن اسی جگہ پر ان کے ایک دوسرے کو دیکھ سکنے کا ذکر آیا ہے۔ جس کا بظاہر یہ مقصد نظر آتا ہے کہ تا جنتی جہنمیوں کو دیکھ کر اپنے رب کے احسانات کے شکر گزار ہوں جس نے انہیں راہ راست پر قائم رکھا اور جنت کی ان نعمتوں کا وارث بنایا۔ اور جہنمی جنتیوں کو ملنے والی نعماء کو حسرت بھری نظروں سے دیکھ کر دنیا میں کئے گئے اپنے بُرے اعمال پر کف افسوس ملیں۔ چنانچہ سورۃ الاعراف آیت 41 تا 51 میں اس مضمون کو خوب کھول کر بیان کیا گیا ہے۔

لیکن جہاں تک مختلف درجات والے جنتیوں کے آپس میں ملنے جلنے کا معاملہ ہے تو قرآن و حدیث میں جنت کے مختلف مقام اور مدارج کا تو ذکر ہوا ہے لیکن جنت کے ان مختلف مقام اور مدارج میں رہنے والوں کے آپس میں ملنے جلنے میں کسی روک ٹوک کا کوئی ذکر نہیں آیا۔ بلکہ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی ایمان کے معاملہ میں ان کے پیچھے چلی ہے ہم اعلیٰ جنتوں میں ان کی اولاد کو بھی ان کے ساتھ جمع کر دیں گے اور ان کے باپ دادوں کے عملوں میں بھی کوئی کمی نہیں کریں گے۔ (الطور:22)

اسی طرح احادیث میں بھی آیا ہے کہ جن لوگوں کے تین چھوٹے بچے فوت ہو جائیں اللہ تعالیٰ ان بچوں پر رحم کرتے ہوئے ان کے والدین کو بھی ان بچوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما دے گا۔

(صحیح بخاری کتاب الجنائز بَاب فَضْلِ مَنْ مَاتَ لَهُ وَلَدٌ فَاحْتَسَبَ)

علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جنت میں مختلف مدارج پانے والے جنتیوں کی مستقل رہائش کا الگ الگ ہونا اور بات ہے اور ان مختلف مدارج والوں کا آپس میں ملنا جلنا الگ چیز ہے، جس کے بارہ میں قرآن و حدیث میں کسی قسم کی کوئی روک ٹوک بیان نہیں ہوئی بلکہ قرآن کریم نے تو جنتیوں کے متعلق ایک حقیقت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ لَہُمۡ فِیۡہَا مَا یَشَآءُوۡنَ (النحل:32) یعنی ان کیلئے ان میں وہی کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے۔ پھر فرمایا لَہُمۡ مَّا یَشَآءُوۡنَ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ (الزمر:35) یعنی وہ جو کچھ چاہیں گے ان کو اپنے رب کے ہاں مل جائے گا۔ پھر فرمایا وَ لَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَشۡتَہِیۡۤ اَنۡفُسُکُمۡ وَ لَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَدَّعُوۡنَ (حٰمٓ السجدہ:32) یعنی اس (جنت) میں جو کچھ تمہارے جی چاہیں گے تم کو ملے گا اور جو کچھ تم مانگو گے وہ بھی تم کو اس میں ملے گا۔

پس ان آیات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ مختلف درجات رکھنے والے جنتی اگر اپنے کسی پیارے سے ملنا چاہیں گے تو ان کی یہ خواہش بھی جنت میں پوری ہو گی۔

4۔ ہم اپنی روزمرہ زندگی میں دیکھتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو اس کی کسی غلطی پر سزا دی جائے تو وہ سزا دائمی نہیں ہوتی بلکہ ایک وقت پر وہ سزا بھی ختم ہو جاتی ہے۔ جب ہم انسانوں اور ہمارے بنائے ہوئے قوانین کا یہ حال ہے تو خدا تعالیٰ جو تمام صفات حسنہ اور محامدہ طیبہ کا جامع، سب سے برتر اور تقدس کے اعلیٰ ترین مقام پر جلوہ گر ہے اور جس کا اپنی ذات کے متعلق وعدہ ہے کہ إِنَّ رَحْمَتِي غَلَبَتْ غَضَبِي (بخاری کتاب بدء الخلق بَاب مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ) یعنی یقیناً میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ اور جو ایک مہربان ماں سے بھی بہت بڑھ کر اپنے بندوں سے محبت اور پیار کرتا ہے۔ اس کے متعلق ہم کیسے یہ سوچ بھی سکتے ہیں کہ وہ انسانوں کو ان کی غلطیوں اور گناہوں کی پاداش میں ہمیشہ کیلئے جہنم کے عذاب میں مبتلا رکھے گا۔ دوزخ تو ایک ہسپتال ہے جہاں بیماروں کا علاج کر کے ان کے شفا پا جانے کے بعد انہیں ڈسچارج کر دیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہنم کے متعلق اُمّ یعنی ماں کا لفظ بھی استعمال فرمایا ہے۔ جیسا کہ فرمایا فَاُمُّہٗ ہَاوِیَۃٌ (القارعہ:10) یعنی اس کی ماں ہاویہ ہو گی۔ اور ماں کے پیٹ میں انسان ہمیشہ کیلئے نہیں رہتا۔ بلکہ جب جنین مکمل ہو جاتا ہے تو وہاں سے دنیا میں آ جاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہاویہ کو اُمّ کہنے میں یہ مطلب ہے کہ جب تک تربیت یافتہ نہ ہو ماں سے تعلق رہتا ہے۔ بعد تربیت پا لینے کے ماں سے علیحدگی ہو جاتی ہے۔ اس لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد طول مکث کے دوزخی دوزخ سے نکال دیئے جائیں گے۔

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 446)

اسی طرح حدیث میں بھی آتا ہے کہ جہنم پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اس میں کوئی آدم زاد باقی نہیں رہے گا اور ہوا اس کے دروازے کھٹکھٹائے گی۔

(کنز العمال جلد 14 حدیث نمبر 39506)

پھر حضرت ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے دوزخ سے نکالے جانے والے آخری انسان کی حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا جو آدمی سب سے آخر میں جنت میں داخل ہو گا وہ گرتا پڑتا اور گھسٹتا ہوا دوزخ سے اس حال میں نکلے گا کہ دوزخ کی آگ اسے جلا رہی ہو گی۔ پھر جب دوزخ سے نکل جائے گا تو دوزخ کی طرف پلٹ کر دیکھے گا اور دوزخ سے مخاطب ہو کر کہے گا کہ بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس نے مجھے تجھ سے نجات دی، اور اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ نعمت عطا فرمائی ہے کہ اولین وآخرین میں سے کسی کو بھی وہ نعمت عطا نہیں فرمائی۔ پھر اس کیلئے ایک درخت بلند کیا جائے گا۔ وہ آدمی کہے گا کہ اے میرے پروردگار! مجھے اس درخت کے قریب کر دیجئے تا کہ میں اس کا سایہ حاصل کرسکوں اور اس کے پھلوں سے پانی پیوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم! اگر میں تجھے یہ دے دوں تو پھر تو اس کے علاوہ بھی مجھ سے مانگے گا۔ وہ عرض کرے گا کہ نہیں اے میرے پروردگار! چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس کے علاوہ اور کچھ نہ مانگنے کا معاہدہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول فرمائے گا کیونکہ وہ جنت کی ایسی ایسی نعمتیں دیکھے گا کہ جس پر اسے صبر نہ ہو گا۔ پس اللہ تعالیٰ اسے اس درخت کے قریب کر دے گا۔ وہ اس کے سائے میں آرام کرے گا اور اس کے پھلوں کے پانی سے پیاس بجھائے گا۔ پھر اس کیلئے ایک اور درخت ظاہر کیا جائے گا جو پہلے درخت سے کہیں زیادہ خوبصورت ہو گا۔ وہ آدمی عرض کرے گا اے میرے پروردگار! مجھے اس درخت کے قریب فرما دیجئے تا کہ میں اس کا سایہ حاصل کرسکوں اور اس کا پانی پیوں، اور اس کے بعد میں اور کوئی سوال نہیں کروں گا۔ اللہ فرمائے گا اے ابن آدم! کیا تو نے مجھ سے معاہدہ نہیں کیا تھا کہ تو مجھ سے اور کوئی سوال نہیں کرے گا اور اب اگر تجھے اس درخت کے قریب پہنچا دیا تو پھر تو اور سوال کرے گا۔ اللہ تعالیٰ پھر اس سے اس بات کا وعدہ لے گا کہ وہ اور کوئی سوال نہیں کرے گا، تاہم اللہ تعالیٰ کے علم میں وہ معذور ہو گا کیونکہ وہ ایسی ایسی نعمتیں دیکھے گا کہ جس پر وہ صبر نہ کر سکے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے قریب کر دے گا۔ وہ اس کے سایہ میں آرام کرے گا اور اس کا پانی پئے گا۔ پھر اسے جنت کے دروازے پر ایک درخت دکھایا جائے گا جو پہلے دونوں درختوں سے زیادہ خوبصورت ہو گا۔ پس وہ آدمی کہے گا اے میرے رب! مجھے اس درخت کے قریب فرما دیجئے تا کہ میں اس کے سایہ میں آرام کروں اور پھر اس کا پانی پیوں اور اس کے علاوہ کوئی اور سوال نہیں کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس آدمی سے فرمائے گا اے ابن آدم! کیا تو نے مجھ سے یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ تو اس کے بعد اور کوئی سوال نہیں کرے گا۔ وہ عرض کرے گا ہاں اے میرے پروردگار! اب میں اس کے بعد اس کے علاوہ اور کوئی سوال نہیں کروں گا اللہ اسے معذور سمجھے گا کیونکہ وہ جنت کی ایسی ایسی نعمتیں دیکھے گا کہ جس پر وہ صبر نہیں کر سکے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے اس درخت کے

بقیہ صفحہ 12 پر

عظیم عاطف

حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانؓ

بچپن

حضرت سر محمد ظفر اللہ خانؓ کا آبائی گاؤں ڈسکہ تھا۔ ان کے والد نصر اللہ خانؓ ساہی جاٹ قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور پیشہ کے لحاظ سے وکیل تھے۔ ان کی والدہ باجوہ جاٹ خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ حضرت چوہدری ظفر اللہ خانؓ اپنی والدہ سے بہت متاثر تھے اور ان کے متعلق ایک کتاب ’’میری والدہ‘‘ کے نام سے لکھی۔ ان کی پیدائش 6؍ فروری 1893ء کو ہوئی۔

تعلیم

ابتدائی تعلیم کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے مزید تعلیم اور پھر کنگز کالج لندن سے وکالت کی ڈگری 1914ء میں حاصل کی۔ لندن میں لنکن ان بار میں شالیت اختیار کی۔ وطن واپسی پر سیالکوٹ میں وکالت کا پیشہ اختیار کیا اور پھر 1926ء میں پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے رکن بن گئے۔

سیاست

حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خانؓ 1926ء میں پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے رکن بنے۔ انہوں نے آل انڈیا مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی اور اس کے ایک اہم اور فعال رکن رہے۔ مسلم لیگ کے 1931ء کے اجلاس منعقدہ دہلی کی صدارت کے فرائض بھی سرانجام دیے۔ انہوں نے 1930ء سے 1932ء تک لندن میں گول میز کانفرنسوں میں شرکت کی۔ 1935ء میں برطانوی ہندوستان کے وزیر ریلوے بنے۔ 1939ء میں انہوں نے لیگ آف نیشنز میں برطانوی ہندوستان کی نمائندگی کی۔ 1942ء میں چین میں برطانوی ہندوستان کے جنرل ایجنٹ رہے اور 1945ء میں دولت مشترکہ کی کانفرنس میں برطانوی ہندوستان کی نمائندگی کی۔

مسلم لیگ میں اہم کردار

1935ء سے 1941ء تک وائسرائے ہند کی ایگزیکیوٹو کونسل کے رکن رہے۔ اسی زمانہ میں لارڈ لنلیتھگو نے مسلم لیگ کے رہنماوں کو بتایا کہ برطانوی حکومت نے ہندوستان کو ہندو، مسلمان، آزاد نوابی ریاستوں کی صورت میں تین حصوں میں تقسیم کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اس وقت مسلم لیگ کی طرف سے مختلف تجاویز پیش کی گئیں جو حکومت نے مسترد کر دیں۔ اس پر حضرت سر ظفر اللہ خان کو تقسیم ہندوستان پر نئی تجویز پیش کرنے کا کام دیا گیا۔ اس بارہ میں وائسرائے نے حکومت برطانیہ کو لکھا۔

’’میری ہدایت پر ظفر اللہ نے ایک میمورنڈم دو ممالک کے متعلق لکھا ہے جو میں پہلے ہی آپ کو بھجوا چکا ہوں۔ میں نے انہیں مزید توضیح کے لیے بھی کہا ہے جو ان کے کہنے کے مطابق جلد ہی آ جائے گی۔ البتہ ان کا اصرار ہے کہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ منصوبہ انہوں نے تیار کیا ہے۔ انہوں نے مجھے یہ اختیار دیا ہے میں اس کے ساتھ جو چاہوں کروں، جس میں آپ کو ایک نقل بھیجنا بھی شامل ہے۔ اس کی نقول جناح کو اور میرے خیال میں سر اکبر حیدری کو دی جا چکی ہیں۔ یہ دستاویز مسلم لیگ کی طرف سے اپنائے جانے اور اس کی مکمل تشہیر کے لیے تیار کر لی گئی ہے جبکہ ظفر اللہ اس کے مصنف ہونے کا اقرار نہیں کر سکتے۔ لارڈ لیتھینگو 12؍ مارچ 1940ء‘‘

وائسرائے نے مزید بیان کیا کہ ظفر اللہ خان احمدیہ جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے اگر عام مسلمانوں کو اس بارہ میں پتہ چلا تو ان کی جانب سے تحفظات کا اندیشہ ہے۔ چنانچہ منصوبہ پیش کرنے کے بارہ دن بعد اسے آل انڈیا مسلم لیگ کی جانب سے لاہور کے اجلاس میں منظور کر لیا گیا اور یہ قرار داد پاکستان کے نام سے مشہور ہوا۔

محمد علی جناح کی درخواست پر ظفر اللہ خان نے مسلم لیگ کا مقدمہ ریڈکلف کے کمیشن کے سامنے پیش کیا۔ اسی زمانہ میں جوناگڑھ کی ریاست کے والی کے مشیر کے طور پر خدمات سرانجام دیں اور ان کے مشورہ پر نواب جوناگڑھ نے اپنی ریاست کے پاکستان کے ساتھ الحاق کا اعلان کیا۔

متحدہ ہندوستان کی عدالت عظمیٰ

ستمبر 1941ء میں حضرت چوہدری ظفر اللہ خانؓ کو متحدہ ہندوستان کی عدالت عظمیٰ کا منصف مقرر کیا گیا۔ وہ آزادی ہند تک اس عہدہ پر فائز رہے۔

پاکستان کے وزیر خارجہ

آزادی کے بعد 1947ء میں حضرت چوہدری ظفر اللہ خانؓ نے اقوام متحدہ کے سامنے بطور سربراہ پاکستانی وفد پاکستان کا موقف پیش کیا۔ اسی طرح مسئلہ فلسطین پر عالم اسلام کے موقف کی تائید کی۔ اسی سال ان کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مقرر کیا گیا۔ وہ 1954ء تک سات سال تک مسلسل اس عہدہ پر برقرار رہے۔

1953ء کے فسادات

آپؓ کے بطور وزیر خارجہ کام کے دوران لاہور میں 1953ء میں فسادات برپا ہوئے جن میں مذہبی جماعتوں نے آپؓ کے استعفا کا مطالبہ کیا۔ ان فسادات کے نتیجہ میں پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ لاہور میں فوجی قانون یعنی مارشل لاء لگایا گیا۔ ان فسادات پر عدالتی کمیشن بنایا گیا جو منیر عدالتی کمیشن کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کمیشن کی رپورٹ میں فسادات کی وجوہ کا تفصیلی جائزہ لیا گیا اور مولانا مودودی کو موت کی سزا سنادی۔

اقوام متحدہ میں پاکستانی مندوب

حضرت چوہدری ظفر اللہ خانؓ 1947ء میں ہی اقوام متحدہ میں پاکستان کے نمائندہ کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ اسی دوران اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل کے رکن بھی رہے۔ 1961ء سے 1964ء تک دوبارہ اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب مقرر ہوئے اور اسی دورانیہ میں 1962ء سے 1964ء تک اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے صدر بھی رہے۔

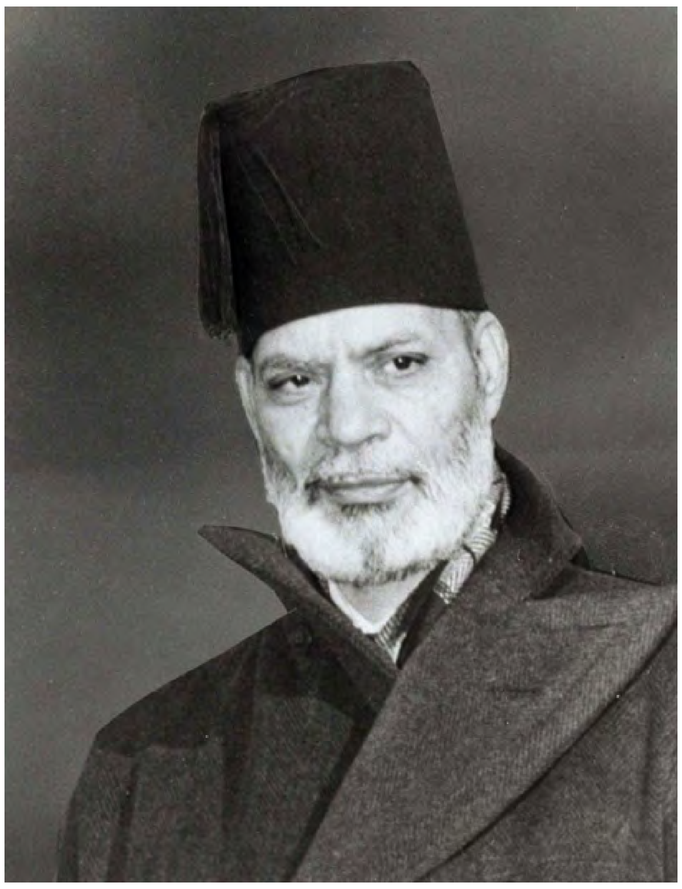

آپؓ نے اقوام متحدہ میں کشمیر، فلسطین، لیبیا، شمالی ائیرلینڈ، اریٹریا، صومالیہ، سوڈان، تیونس اردن مصر مراکش اور انڈونیشیا کی آزادی کے لیے کام کیا۔

عالمی عدالت انصاف

1954ء میں حضرت چوہدری ظفر اللہ خانؓ عالمی عدالت انصاف کے منصف مقرر ہوئے اور 1961ء تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ 1958ء تا 1961ء آپؓ اس عدالت کے نائب صدر بھی رہے۔ دوبارہ اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب کی خدمات بجالانے کے بعد 1964ء سے 1969ء تک دوبارہ عالمی عدالت انصاف میں منصف رہے اور 1970ء سے 1973ء تک اسی عالمی عدالت انصاف کے صدر منتخب کئے گئے۔

مذہب

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانؓ مذہبی طور پر احمدیہ جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ وہ جماعت احمدیہ کے اہم عہدوں پر فائز رہے اور مذہبی امور پر متعدد کتب کے مصنف ہیں۔ 1953ء میں ہونے والی احمدیہ مخالف تحریک کے اہم مطالبات میں سے ایک حضرت چوہدری ظفر اللہ خانؓ کے استعفا کا مطالبہ بھی تھا۔ اس تحریک کے نتیجہ میں پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ لاہور میں فوجی قانون لاگو ہوا۔ اس تحریک کے کئی سال بعد حضرت چوہدری ظفر اللہ خانؓ نے 1958ء میں سعودی بادشاہ کے شاہی مہمان کے طور پر عمرہ ادا کیا اور پھر 1967ء میں حج کا فریضہ بھی سرانجام دیا۔

وفات

ایک لمبا عرصہ ہالینڈ یعنی نیدرلینڈ اور برطانیہ میں رہائش پذیر رہنے کے بعد واپس پاکستان چلے آئے اور لاہور میں رہائش اختیار کی۔ جہاں یکم ستمبر 1985ء کو وفات پائی۔ ان کی تدفین احمدیہ جماعت کے مرکز ربوہ میں واقع بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔

ٹرانسکرپشن و کمپوزنگ: ابو اثمار اٹھوال

This Week with Huzoor

8؍ اکتوبر 2022ء

دورۂ امریکہ 2022ء

غیر احمدی مہمانان کا اظہار خیال

ہم بہت ہی خوش قسمت ہیں کہ آپ ہزاروں میل کا سفر طے کر کے ہمارے ساتھ یہاں شامل ہونے کے لئے تشریف لائے ہوئے ہیں۔

میں اور کسی بھی مذہبی جماعت کو نہیں جانتی جس کا مجھ سے واسطہ پڑا ہو جو اس قدر کامل اور مکمل طور پر ان تعلیمات پر عمل کرتی ہو جن کی وہ پرچار کرتی ہے۔

صیحون کا شہر بہت خوش نصیب ہے کہ ایک ایسی امن پسند، محبت کرنے والی اور خدمت گزار جماعت نے یہاں آباد ہونے کا فیصلہ کیا اور اتنی خوبصورت مسجد تعمیر کی۔

بروز ہفتہ یکم اکتوبر 2022ء صیحون کے شہر کی پہلی مسجد یعنی مسجد فتحِ عظیم کے افتتاح کے لئے خاص تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ ایک سو چالیس سے زائد مہمانان کرام جن میں سیاست دان، میڈیا کے لوگ، ماہرین تعلیم اور مسجد کے اردگرد کے مقامی لوگ شامل تھے۔ انہیں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا نہایت روح پرور خطاب سننے کا موقعہ ملا۔ اس تقریب سے قبل ''یدرا سینچز آلسن'' کو جو کہ لیک کاؤنٹی نیوز سن کی نمائندہ ہیں۔ حضور انور سے کچھ سوالات کرنے کا موقعہ ملا۔

سوال: اس زمانہ میں جبکہ بہت سے خدشات پائے جاتے ہیں مثلاً جرائم، بے گھری، عدم تحفظ۔ خوارک وغیرہ تو آپ کا اس حوالے سے کیا پیغام ہو گا تا کہ خدشات میں کمی واقع ہو؟

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ''احمدیہ جماعت کے بانی کا اپنی بعثت کے متعلق یہ دعویٰ تھا کہ جیسا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میری آمد کے دو مقاصد ہیں۔ ایک یہ کہ لوگوں کو ان کے خالق کے قریب لانا اور دوسرا یہ کہ انسانوں کے حقوق ادا کرنا۔ اگر آپ انسانوں کے حقوق ادا کر رہے ہیں تو جرائم، خوراک کی کمی، حفاظتی لحاظ سے یا کسی اور لحاظ سے کسی چیز کا خوف نہیں ہونا چاہیے اور ہم اسی طور پر عمل کر رہے۔ ہم تبلیغ کر رہے ہیں اور اس پیغام کا پرچار کر رہے ہیں اور ہم ہر جگہ جہاں ہماری جماعت ہے اس پیغام پر عمل پیرا ہیں۔ یہاں تک کہ افریقہ میں، پاکستان میں یا دیگر ایشیائی ممالک میں، تیسری دنیا کے ممالک ہیں یا محروم ممالک میں یا مغربی ممالک میں جہاں کہیں بھی ہم جاتے ہیں وہاں یہ پیغام پہنچاتے ہیں اور انسانیت کی خدمت کیلئے ہم اپنے سکول اور ہسپتال چلا رہے ہیں نیز اور بہت سے طریقوں سے مخلوق کی خدمت کر رہے ہیں۔''

سوال: آپ کے پاس تمام مذاہب اور ان کی پیروی کرنے والوں کیلئے کوئی نسخہ ہے کہ وہ امن کے حصول کیلئے کوشاں ہوں؟

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ''(امن قائم تب ہو سکتا ہے) جب لوگوں کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو جائے جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے کہ اپنے خالق کے قریب ہو جائیں اور ہمیں اس بات کا احساس ہو جائے کہ ہمیں ایک قادر خدا یعنی اللہ نے پیدا کیا ہے اور ہماری اس دنیا میں پیدائش کا مقصد یہ نہیں تھا کہ ایک دوسرے کو قتل کریں یا تباہ کریں، ہمارے نزدیک تمام مذاہب اللہ کی طرف سے ہیں، ہمارے نزدیک تمام مذاہب ابتداء میں سچے مذاہب تھے اور بعد میں ان کی تعلیمات میں کچھ بدعات راہ پا گئیں اور تعلیمات اپنی اصل شکل میں نہ رہیں۔ پھر بالآخر تمام انبیاء اور تمام مذاہب کے بانیوں کی یہ پیشگوئی تھی کہ آخری زمانہ میں ایک نبی کی آمد ہو گی جو تمام انبیاء کی تعلیمات کو لائے گا اور ان کو یکجا کرے گا۔ وہ ان کی حقیقی تعلیمات پیش کرے گا اور اس کی تعلیمات حتمی تعلیمات ہوں گی۔ ہمارے نزدیک وہ ہستی جس کے بارے میں سابق انبیاء نے یا گزشتہ مذاہب کے بانیوں نے پیشگوئی کی تھی وہ آنحضرت ﷺ کی ذات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک آپ دیکھ سکتی ہیں کہ مسلمانوں کی مقدس کتاب جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی، محفوظ ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی جبکہ دیگر کتب بہت سے طریقوں سے تبدیل ہو چکی ہیں اور اس کی بانیٔ اسلام نے پیشگوئی بھی فرمائی تھی کہ بے شک تعلیم اور کتاب اپنی اصل شکل میں محفوظ رہے گی لیکن میرے متبعین بھی اسلام کی حقیقی تعلیم بھلا بیٹھیں گے وہ اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل پیرا نہیں رہیں گے تب اس وقت ایک مصلح آئے گا جو میری امت میں سے ہو گا اور وہ اصلاح بھی کرے گا اور ہمارے نزدیک وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہیں جو احمدیہ جماعت کے بانی ہیں جن کے بارہ میں ہمارا ایمان ہے کہ وہ اس زمانہ کے مسیح اور مہدی ہیں اور آپ نے تمام مذاہب سے فرمایا کہ آیا تم میرے مذہب پر ایمان لاتے ہو یا نہیں آیا تم اسلام کو مانتے ہو یا نہیں تم میری اتباع کرو یا نہ کرو مگر کم از کم ہمیں مل جل کر اکٹھے ہم آہنگی اور پیار اور محبت کے ساتھ رہنا چاہیے۔ اس طرح ہم اس دنیا میں ایک ساتھ رہ سکتے ہیں اور اس طرح ہم اپنی تخلیق کا مقصد پورا کر سکتے ہیں تو یہی پیغام ہے اور یہی واحد راستہ ہے۔''

انٹرویو کے بعد مختلف معززین اور مہمانان نے حضور انور سے ملاقات کی جن میں ''ڈاکٹر کریگ کانسڈائن'' بھی شامل تھے جو ''رائس'' یونیورسٹی میں سوشیالوجی کے پروفیسر ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ: کیا حال ہے؟

ڈاکٹر کریگ کانسڈائن: میں بالکل ٹھیک ہوں۔ آپ کیسے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ: امجد خان صاحب مجھے آپ کا تعارف کروانا چاہ رہے تھے۔ میں نے ان کو کہا کہ اگر میں پروفیسر صاحب کو نہیں جانتا تو پھر کوئی بھی ان کو نہیں جانتا ہو گا۔

ڈاکٹر کریگ کانسڈائن: یہ میرے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز: میں بہت خوش ہوں کہ آپ یہاں آئے ہیں اور خطبہ جمعہ میں بھی شامل تھے۔

ڈاکٹر کریگ کانسڈائن: یہ بہترین خطبات میں سے تھا جو میں نے سنے ہیں۔۔۔ میری ایک کتاب شائع ہو رہی ہے اس میں آپ کا بھی متعدد بار ذکر ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز: اس کا موضوع کیا ہے؟

ڈاکٹر کریگ کانسڈائن: میں تہذیبوں کے مکالمے سے آگے کی بات کر رہا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز: آپ دعا کریں کہ آپ کی کتاب شائع ہو جائے قبل اس کے کہ وہ ساری دنیا کو ہلاک کر بیٹھیں۔ وہ تباہی پر تُلے ہوئے ہیں۔ میرا خیال تھا کہ صرف ملاں ہی ہیں جو تباہی پر تُلے ہوئے ہیں تاہم اب صورت حال بدل چکی ہے۔ یہاں تک کے اب ایشائی رہنما بھی ان کو صبر کی تلقین کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر کریگ کانسڈائن: ایک پیغام ''محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں'' واقعی محبت کا پیغام ہے اور میرے نزدیک اسی وجہ سے میں احمدیہ جماعت سے اتنی وابستگی محسوس کرتا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز: یہ وہ پیغام ہے جسے سب بھول رہے ہیں۔

ڈاکٹر کریگ کانسڈائن: یہ بہت ہی بنیادی اور ضروری پیغام ہے اور محبت بہت اچھی لگتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز: اگر ہم سب انسان ہیں تو کم از کم ہمیں انسان ہونے کے ناطہ ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہیے اور اگر ہمیں احساس ہو جائے کہ ایک دوسرے کا احترام کیسے کیا جا سکتا ہے تو پھر محبت، امن اور ہم آہنگی پیدا ہو گی۔

ڈاکٹر کریگ کانسڈائن: اس بنیادی بات کو وہ سمجھنا ہی نہیں چاہتے۔ جب احترام ہی نہیں تو محبت کیسے کی جا سکتی ہے۔ محبت تو انتہا ہے مگر اس محبت تک پہنچنے کیلئے آپ کو بہت محنت کرنی پڑتی ہے اور احترام اس منزل تک پہنچنے کیلئے وہ مشکل جدو جہد ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز: ہم نے لفظ آزادی کی غلط تشریح کی ہے یہاں تک کہ طلباء اور نوجوان سمجھتے ہیں کہ ہم آزاد ہیں جو چاہیں کہیں، ہم آزاد ہیں جو چاہیں کریں اور یہ ضروری نہیں کہ ہم دوسروں کا احترام کریں وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ ہمارا حق ہے کہ جو چاہیں کریں یہی وجہ ہے کہ اب ہم ایک اچھے انسان بننے کے بنیادی اصولوں سے انحراف کر رہے ہیں یہاں تک کہ ہم اپنی روایات سے اور ایسی باتوں سے بھی جو ہماری زندگی کے لئے اچھی ہیں ہٹ رہے ہی۔ یہ افسوس کی بات ہے۔۔۔ آپ کا تعلق بوسٹن سے ہے؟

ڈاکٹر کریگ کانسڈائن: جی

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے Boston Herald کے مشہور مضمون جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے مباہلہ جیتنے کے بارہ میں ذکر ہے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اسی جگہ سے جس کے اخبار نے ہمارے بانی کے بارہ میں لکھا تھا؟

ڈاکٹر کریگ کانسڈائن: جی۔ یہ بہت حیرت انگیز ہے۔ میں اپنے آپ کو یہاں بہت خوش قسمت محسوس کر رہا ہوں جو کچھ یہاں ہو رہا ہے میں اس کی اہمیت محسوس کر رہا ہوں۔ کیا ہی خوب واقعہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز: جہاں تک نیک فطرت لوگوں کا تعلق ہے۔ بوسٹن ایک زرخیز علاقہ ہے۔

ڈاکٹر کریگ کانسڈائن: میں بہت ہی شکر گزار ہوں کہ مجھے آپ کے ساتھ وقت گزارنے کا موقع ملا۔ یہ میرے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز: آپ کا بہت شکریہ۔

ڈاکٹر کریگ کانسڈائن: آپ کا شکریہ۔ ان شاءاللہ میری خواہش ہے کہ ایک دن آپ کو لندن میں آپ کے گھر ملنے آؤں۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز: میں آپ کا منتظر رہوں گا۔

ڈاکٹر ’’ کیٹرینا لنٹوس سویٹ‘‘ جو کہ ’’ٹفٹس‘‘ یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں اور ’’لنٹوس فاؤنڈیشن‘‘ جو کہ انسانی حقوق اور انصاف کی خاطر قائم کی گئی ہے کی صدر بھی ہیں۔انہیں بھی اپنی بیٹی ’’چلسی ہڈ قینسٹ‘‘ کے ساتھ حضور سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

ڈاکٹر کیٹرینا لنٹوس سویٹ: پچھلے ڈیڑھ ہفتے سے جب سے ہم اپنے اس سفر کیلئے تیاری کر رہی تھیں تو ہم دونوں کو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ گویا ہم ہوا میں تیر رہی ہیں کیونکہ ہم یہ محسوس کرتی ہیں کہ ہمارا آپ کی صحبت میں وقت گزارنا ایک خاص تجربہ ہے۔ہم اس نور اور حکمت کو محسوس کرتی ہیں جو آپ سے آتی ہے اور آپ سے ملاقات کرنے کے بعد ہمارے دن اور ہمارے ہفتے بہتر گزرتے ہیں۔اس لیے ہم آپ کا شکریہ ادا کرتی ہیں۔ یہ ہمارے لیے بڑی سعادت کی بات ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز: شکریہ

ڈاکٹر کیٹرینا لنٹوس سویٹ: یہ ملاقات ہمارے لیے بہت اہمیت رکھتی ہے۔یہ بہت شاندار تقریب ہے۔ یہ جو مباہلہ چیلنج کی داستان ہے مجھے کہنا پڑے گا کہ یہ نہایت شاندار اور متاثر کن واقعہ ہے اور حضور اس واقعہ میں جو بات مجھے سب سے زیادہ اچھی لگی ہے وہ یہ ہے کہ اس واقعہ سے حضور کی طاقتور روح کا ثبوت ملتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یعنی جماعت احمدیہ کے بانی کی (طاقتور روح)

ڈاکٹر کیٹرینا لنٹوس سویٹ: اور آج جماعت کی جو طاقت ہے یہ ایسی طاقت ہے جو دین پر کامل اعتماد سے آتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ کا اپنا وجود بھی (حضرت مسیح موعودؑ) کی کامیابی کا ثبوت ہے۔

ڈاکٹر کیٹرینا لنٹوس سویٹ: آپ کا بہت بہت شکریہ

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ ہمارا پیغام لوگوں تک پہنچا رہی ہیں۔ آپ جہاں بھی جاتی ہیں لوگوں کو بتاتی ہیں کہ جماعت احمدیہ ہی وہ واحد جماعت ہے جو لوگوں سے پیار کرتی ہے اور پیار کی تعلیم دیتی ہے۔

ڈاکٹر کیٹرینا لنٹوس سویٹ: یہ درست ہے، یہ 100 فیصد درست ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ ایک لحاظ سے ہمارے سفیر ہیں۔

ڈاکٹر کیٹرینا لنٹوس سویٹ: میرے لئے اس عظیم الشان جماعت کی سفیر بننے سے زیادہ اور کوئی سعادت کی بات نہیں ہو گی۔ ہم دونوں کے دل رنجیدہ ہوتے ہیں جب ہم پاکستان میں جماعت کے حالات کے متعلق خبریں سنتے ہیں یہ بہت ہی افسردہ حالات ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ (مخالفت) تو بڑے عرصے سے ہو رہی ہے لیکن اب محض اسی نہج پر ہی نہیں بلکہ یہ مزید بڑھتی جا رہی ہے۔اب وہ کہتے ہیں کہ تمام احمدی خواتین کا حمل ضائع کر دینا چاہیے۔انہیں کسی بچے کو جنم نہیں دینا چاہیے گویا کہ وہ مصر کے فرعون سے بھی ایک قدم آگے بڑھ گئے ہیں۔مصر کے فرعون نے تو کہا تھا کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی کا کوئی نو مولود بچہ، بیٹا ہو، تو اسے مار دیا جائے۔مصر کے فرعون نے یہ اعلان کیا تھا لیکن اب یہ لوگ (پاکستان میں) کہتے ہیں کہ (حاملہ خواتین) کا حمل ضائع کر دینا چاہیے۔ یہ نام نہاد تعلیم یافتہ دنیا میں اس طرح کی باتیں پھیلا رہے ہیں۔

ڈاکٹر کیٹرینا لنٹوس سویٹ: یہ بہت ہی ہولناک صورتحال ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات بہت حیران کن اور قابل تعریف ہے کہ آپ کی سرکردگی میں یہ جماعت اس قدر طاقتور ہے کہ وہ بدی کا جواب بدی سے نہیں دیتی اور نہ ہی وہ نفرت کا جواب نفرت سے دیتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جی ہم بھی اس طرح کا جواب دے سکتے ہیں اور ہم توان سے زیادہ منظم ہیں۔ہمیں انگریزی کے محاورہ Tit for Tat کا مطلب آتا ہے لیکن ہم اس پر عمل نہیں کرتے کیونکہ ایسا کرنا اسلام کی حقیقی تعلیم کے خلاف ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں اور بلآخر دعاؤں کے زور سے ان پر فتح پائیں گے۔ (ان شاء اللہ)

ڈاکٹر کیٹرینا لنٹوس سویٹ: ایسے ہی ہے۔

انفرادی ملاقات کے بعد کچھ دیگر مہمانوں کو بھی حضور انور سے ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی۔

ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو سلام عرض کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز: وعلیکم السّلام

خاتون: حضور میں بھی گھانا میں کچھ عرصہ رہی ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز: آپ وہاں کب رہی تھیں؟

خاتون: شاید 2002ء میں۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز: 2002ء میں؟ میں گھانا سے 1985ء کے شروع میں چلا گیا تھا۔آپ گھانا تب گئی ہیں جبکہ وہاں کے اقتصادی حالات بالکل ہی بدل گئے تھے۔ آپ گھانا کے کس علاقے میں مقیم تھیں؟

خاتون: اکرا (Accra) میں۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ سنٹرل ریجن یا شمالی ریجن میں نہیں رہیں۔

خاتون: میں ان علاقوں سے گزری ہوں لیکن شکاگو اور آکرا کے درمیان ایکش چینج تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں تقریباً چار سال شمال میں دور دراز علاقوں میں رہا ہوں اور پھر چار سال جنوب میں رہا ہوں۔

خاتون: دونوں جگہیں ایک دوسرے سے بہت مختلف ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تب بھی میں آکرا میں نہیں رہا تھا بلکہ چھوٹے چھوٹے گاؤں اور شہر میں رہا تھا۔اس لیے مجھے گھانا کے ملک کا بہت گہرا علم ہے۔

ملاقاتوں کے بعد حضور انور ایدہ للہ بنصرہ العزیز مسجد فتحِ عظیم کی افتتاحی تقریب کیلئے تشریف لے گئے جو صیحون میں تعمیر ہوئی۔ یہ ایک ایسا شہر ہے جہاں الیگزنڈر ڈوئی کے متعلق ایک عظیم پیشگوئی پوری ہوئی۔حضور کے خطاب سے قبل شاملین نے مختلف مہمانان کرام کے خیالات بھی سماعت فرمائے۔

صیحون شہر کے میئر نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ یہ میری خواہش اور دعا ہے کہ یہ عبادت گاہ ہمارے ماضی اور مستقبل کیلئے ایک پل کا کردار ادا کرے پس جماعت احمدیہ کو انکی صیحون شہر کیلئے شاندار خدمات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اور آپ کو اس شہر کو مزید بہتر بنانے کیلئے عزم اور اس کے باشندوں کی فلاح و بہبودی کو بہتر بنانے کیلئے ہم شہر کی چابی کو حضور انور کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

ایک اور مہمان عورت نے اپنے خیال کا اظہار کرتے ہوئے بیان کیا کہ حضور انور حقوق نسوانی کے بھی علمبردار ہیں جس کی میں خود عینی گواہ ہوں کیونکہ میں نے صیحون کی احمدی خواتین کے ساتھ وقت گزارہ ہے۔اس جماعت کی خواتین اپنی عزت و وقار کو قائم رکھتی ہیں اور ہماری اس کمیونٹی کی بڑی فعال رکن ہیں۔

ایک مہمان نے اپنے خیال کا اظہار کرتے ہوئے بیان کیا کہ بہت ہی خوبصورت دن ہے اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ یہاں پر ہونا ایک اعزاز کی بات ہے۔اور ایسی تقریب میں موجود ہونا (مسکراتے ہوئے کہا کہ) جہاں پر میرا نام صحیح طرح سے ادا کیا جاتا ہے ایک اعزاز کی بات ہے۔ ہم نے امریکہ کے کنگریشنل/ ایوانی ریکارڈ میں اس تاریخی دن کی یاد کو محفوظ کر دیا جو تاریخ کے ورقوں میں محفوظ رہے گی تا کہ یہ یاد رہے کہ آج کے دن اس پُرمسرت تقریب میں کیا رونما ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ’’آج حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی موعودؑ کے پیروکار اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہم صیحون میں مسجد فتحِ عظیم کا افتتاح کر رہے ہیں جو حقیقی مذہبی آزادی کی نشانی ہے۔اس کے دروازے ایک روشن پیغام کے ساتھ کھلتے ہیں۔جس میں تمام لوگوں اور جماعتوں کے مذہبی حقوق اور پُرامن عقائد کا ہمیشہ کے لیے تحفظ اور احترام کیا جائے گا۔جماعت احمدیہ کا نصب العین بنی نوع انسان کو روحانی نجات کی راہ پر گامزن کرنا ہے اور اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ تمام لوگ خواہ کسی بھی رنگ و نسل کے ہوں خیر سگالی اور ہم آہنگی کے جذبہ کے ساتھ اور حقیقی امن و سلامتی کے ساتھ زندگی بسر کریں۔۔۔ میں دل کی گہرائیوں سے دعا کرتا ہوں کہ یہ مسجد ان شاء اللہ تمام انسانیت کے لیے ہمیشہ امن، رواداری اور محبت کے مینار کا کام دیتی رہے۔میری دعا ہے کہ یہ ایک ایسی جگہ ثابت ہو جہاں لوگ اپنے خالق کو پہچاننے، اس کے سامنے جھکنے اور بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے کے لیے پوری عاجزی کے ساتھ جمع ہوں کیونکہ ہمارا یقین ہے کہ ہم تب ہی کامیاب اور خوشحال ہو سکتے ہیں جب ہم عبادت الٰہی اور انسانیت کے حقوق ادا کریں گے۔ان الفاظ کے ساتھ میں آپ سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو آج کی شام ہمارے ساتھ شامل ہوئے ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو جزاء دے آمین۔ میں راجہ صاحب اور میئر صاحب کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے مجھے اس شہر کی چابی دی اور مجھے یقین ہے کہ اب یہ شہر محفوظ ہاتھوں میں ہے۔آپ سب کا شکریہ۔

تقریب کے اختتام کے بعد میئر صاحب نے بیان کیا کہ آج حضور انور سے ملنا میرے لئے بہت اعزاز کی بات تھی۔ یہ میری زندگی میں پہلا موقعہ ہے جب کسی سے مل کر میں حیران رہ گیا اور الفاظ نہیں مل رہے تھے کہ میں کیا کہوں۔حضور انور کا ایک غیر معمولی رعب ہے اور جماعت احمدیہ نے ہماری کمیونٹی کی بہت مدد اور خدمت کی ہے۔

ایک مہمان نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بیان کیا کہ لوگوں نے مجھے بتایا تھا کہ حضور بہت اچھے مقرر ہیں۔ میں حضور انور کے الفاظ سے بہت متاثر ہوا ہوں جب آپ نے دوستی اور کمیونٹی کے ساتھ کام کرنے کے متعلق فرمایا: میرے لئے حضور انور کی موجودگی میں ہونا اور آپ کے خطاب کو سننا میرے لئے اعزاز کی بات ہے۔ یہ بہت نورانی ماحول تھا۔

ایک مہمان نے اپنے خیال کا اظہار کرتے ہوئے بیان کیا کہ میرے

خیال میں اس وقت یہ دنیا کا سب سے زیادہ پوشیدہ راز ہے۔ میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔ مساوات، انصاف، عدل اور سب کیلئے محبت۔ یہ ہے وہ تمام چیزیں جن کی ہمیں ضرورت ہے۔

ڈاکٹر کریگ کانسٹائن نے بیان کیا کہ حضور انور کا ہنسنا میرے لئے ایک خوش کن موقعہ تھا۔ جب میں نے کہا کہ لوگوں کو اکٹھا کرنے کا بہترین ذریعہ کھانا ہے۔۔۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا بالکل صرف کھانا ہے اور اس بات پر ہم ہنسے۔ ایک بہت ہی خاص موقعہ تھا۔ میں حضور سے محبت رکھتا ہوں۔

ایک مہمان نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بیان کیا کہ یہ مسجد تمام جماعتوں کیلئے ایک امید اور دوستی کی کرن ہے۔ میں آج امید اور محبت کے جذبات سے لبریز ہوں۔

ایک مہمان نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بیان کیا کہ اس بات کو جاننا کہ ہمارے پاس ایسے رہنما ہیں ایک بہت اچھی بات ہے جو لاکھوں لوگوں کی خدمت کر رہے ہیں اور اکٹھے ہو رہے ہیں اور اس امر کے متعلق بات کر رہے ہیں کہ ہم ایک ہو سکتے ہیں اور یہ کہ تمام مذاہب ہی اہم ہیں۔ حضور کی شخصیت زبردست اور متاثر کن ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ کے دورہ اور حضرت مسیح موعودؑ اور الیگزنڈر ڈوئی کے درمیان تاریخی مباہلہ کو 13 ممالک کے 400 سے زائد میڈیا آؤٹ لیٹس نے خبریں دیں جن میں ایسوسی ایٹڈ پریس، واشنگٹن پوسٹ اور اے بی سی نیوز شامل ہیں۔

مؤرخہ 2؍اکتوبر 2022ء کو حضور انور مسجد بیت الاکرام کے افتتاح کے لئے صیحون کے شہر سے ڈیلس، ٹیکساس کے لیے روانہ ہوئے۔ جیسے ہی حضور انور ایدہ اللہ کی آمد ہوئی تو سب نے مسجد میں جمع ہو کر حضور انور کا استقبال کیا۔ سوموار کے روز حضور انور نے مسجد بیت الاکرام کی تختی کی نقاب کشائی فرمائی۔ شام کے وقت نماز سے چند منٹ قبل حضور انور نے ازراہ شفقت مقامی جماعت کے باربی کیو کے پروگرام میں شمولیت اختیار کرتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ اگلے روز حضور انور کی مصروفیات اور ملاقاتوں کے علاوہ حضور انور نے مسجد کے صحن میں ایک پودا لگایا اور مسجد کی خوبصورت عمارت کا معائنہ فرمایا۔ بدھ کے روز حضور انور نے 12 سال سے اوپر کے واقفینِ نو اور واقفاتِ نو کے ساتھ الگ الگ ملاقاتیں کیں۔ پہلی ملاقات واقفاتِ نو کے ساتھ تھی۔

ملاقات واقفاتِ نو

واقفاتِ نو نے حضور انور سے مختلف سوالات کے ذریعہ جو رہنمائی حاصل کی اس کی تفصیل یوں ہے۔

سوال: کسی کی وفات پر ہم اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھتے ہیں۔ تاہم مادی اشیاء کے گم ہونے پر ہم یہ کیوں پڑھتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ’’کیا آپ اس کے معنی جانتی ہو؟‘‘ واقفہ نے جواب دیا کہ۔ جی نہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ’’ہم اللہ کے ہیں اور ہم نے اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ وفات کے موقع پر ہی یہ نہیں پڑھتے بلکہ جب بھی آپ کچھ کھودیں یا آپ کسی مشکل میں ہوں یا کوئی مسئلہ درپیش ہو تو یہ پڑھی جائے۔ یہ آپ کو اللہ کی قدرت کی یاد دلائے گی۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اس جہاں میں ہمیشہ باقی رہنے والی ہے اور باقی چیزوں نے تو مرنا ہے۔ اس لئے ’’اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ‘‘ کہا جاتا ہے۔ اس کے لطیف معنی بھی ہیں کہ جب آپ سے کوئی چیز گم ہو جاتی ہے یا آپ اس چیز کو کہیں رکھ کر بھول جاتی ہیں تو اگر آپ ’’اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ‘‘ پڑھتی ہیں تو (بعض دفعہ) ایسا ہوتا ہے بلکہ کئی مرتبہ میرے ساتھ بھی اور دوسروں کے ساتھ بھی ایسا ہوا ہے کہ جب ہم ’’اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ‘‘ پڑھتے ہیں تو فوراً وہ چیز ہمیں مل جاتی ہے یا پھر ہمارے ذہن میں آجاتی ہے کہ میں نے وہ چیز وہاں رکھی تھی تو گم شدہ اشیاء کے ملنے اور آپ کو نقصان سے بچانے میں بھی مدد ملتی ہے۔ یہ ایک دعا ہے کہ اگر کوئی فوت ہوتا ہے تو انسان کہتا ہے کہ مجھے اس پر بھروسہ تھا میں اس کی وفات پر بہت غمگین ہوں تاہم اللہ ہر وقت موجود ہے وہ میری حفاظت کرے گا، وہ مجھے بچائے گا۔ جب حضرت مسیح موعودؑ کے والد صاحب کی وفات ہوئی تو ایسا ہی ہوا کہ آپ علیہ السلام بہت پریشان تھے کیونکہ آپ کہیں بھی کام نہیں کر رہے تھے اور آپ کے والد صاحب ہی آپ کی آمد کا ذریعہ تھے۔ پریشانی کی حالت میں آپ نے ’’اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ‘‘ پڑھنے کے بعد دعا فرمائی کہ یا الٰہی میرا کیا بنے گا؟ تب فوراً آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ ’’الیس اللّٰہ بکاف عبدہ‘‘۔ کیا اللہ اپنے بندوں کیلئے کافی نہیں؟ یعنی تم اللہ کے بندہ ہو اللہ تمہارے لئے کافی نہیں؟ تو یوں اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دی۔ پس یہ ایک دعا ہے جو آپ کو سکون دیتی ہے اس لئے ہم ’’اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ‘‘ پڑھتے ہیں۔‘‘

سوال: صوفی ازم کا دعویٰ ہے کہ ان کی روحانی مشقوں کے ذریعہ قرب الٰہی ہوسکتا ہے۔ میرا سوال ہے کہ آیا اللہ کا قرب دلانے والے صوفی اعمال اور رسومات کے کچھ فوائد ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو کوئی صوفی ازم نہیں تھا۔ کیا اس وقت کوئی صوفی تھے؟ خلفائے راشدین کے دور میں کوئی صوفی نہیں تھے بلکہ کئی صدیوں بعد یہ (سلسلہ) شروع ہوا کیونکہ اس وقت خلافت روحانی خلافت نہ رہی تھی وہ دنیاوی خلافت تھی اور اس دور کے خلفاء دنیاوی مفاد کے پیچھے تھے اور خلیفہ جماعت کی طرف سے منتخب شدہ نہ تھا بلکہ خلافت ان کو ورثہ میں ملتی تھی اسلئے اُس وقت لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہوا جن کا کہنا تھا کہ ہم روحانی لوگ ہیں اور ہم لوگوں کو بتاتے ہیں کہ تمہارے دین کی اصل روح کیا ہے۔ دعاؤں کی کیا روح ہے۔ آپ کو کیسے عبادت کرنی چاہیے۔ آپ کو کس طرح اللہ کے سامنے جھکنا چاہیے۔ آپ کو قرآنی احکامات پر کیسے عمل کرنا چاہیے۔ پس ان کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ انہوں نے قرآنی تعلیمات سمجھانی شروع کیں مگر اب حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کے بعد جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق دین اسلام کے احیاء کیلئے تشریف لائے ہیں اب کسی صوفی کی ضرورت نہیں رہی۔ کسی صوفی کے پیچھے چلنے کی ضرورت نہیں رہی۔ بلکہ مجھے یاد آرہا ہے کہ میں نے ایک دفعہ اپنے خطبہ میں آیت ’’اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض‘‘ کی وضاحت کی تھی۔ تب ایک عرب نو مبائع نے بتایا کہ وہ پہلے صوفی ہوا کرتا تھا اور اب جبکہ میں نے آپ کا خطبہ سنا ہے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ سے بڑے کوئی صوفی نہیں۔ جس طرح آپؑ نے قرآن کریم کی تعلیم ہمیں سمجھائی ہے۔ اس کے بعد کسی اور صوفی کی ضرورت نہیں رہتی اور اب خلافت بھی اللہ سے ہی رہنمائی پاتی ہے۔ جب تک یہ قائم رہے گی تب تک کسی صوفی ازم کی ضرورت نہیں۔ پس یہ ماضی کی ضرورت تھی۔ حال کی نہیں۔‘‘

سوال: وقفِ نو مولود بیٹے کی حیثیت سے کیا اس کے شروع کے سالوں میں اس کی پرورش کے کوئی ایسے خاص طریق ہیں جس سے اس کا جماعت کی خدمت کا عہد اور مضبوط ہو سکے؟

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ اس کی عمر کیا ہے؟ موصوفہ نے عرض کیا کہ تقریباً پندرہ ماہ۔ اس پر **حضور انور نے فرمایا:** ’’پہلی بات یہ کہ آپ پنجوقتہ نمازوں میں اس کے لئے دعائیں کریں اور دو رکعات نفل اس کے لئے ادا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے حقیقی واقفِ نو بنائے اور جب وہ بڑا ہو جائے تو آپ اسے اخلاق اور قرآن کریم کی تعلیم سکھائیں۔ آپ اسے اپنا نمونہ پیش کریں۔ آپ دونوں میاں بیوی کو اپنے بچوں کے سامنے اپنا نمونہ قائم کرنا چاہیے تا انہیں پتہ ہو کہ ہمارے ماں باپ پانچ وقت نماز ادا کرتے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور اسے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ (یعنی والدین) قرآن کریم اور اسلام کی تعلیم کی عمدہ مثال ہیں اور اسلام احمدیت کے حقیقی پیروکار ہیں۔ جب وہ ایسے ماحول میں پرورش پائیں گے تو وہ اچھے واقفین نو بنیں گے۔‘‘

سوال: عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ جب مختلف نسل یا ثقافت کے لوگ آپس میں شادی کریں تو انہیں کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایسی شادیوں کے بارہ میں احمدیت کا نقطہ نظر کیا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ’’اگر مختلف نسلی ثقافتوں کے لوگ آپس میں شادیاں کرتے ہیں تو یہ اچھی بات ہے لیکن دونوں طرف کو بہت رواداری ہونا ہوگا۔ بات یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی انتخاب سے پہلے تمہیں یہ کوشش کرنی ہوگی کہ تم کسی ایسے کو منتخب کرو جو روحانی طور پر اچھا ہو جس کو دینی علم پر عبور حاصل ہو اور وہ ایک پکا مسلمان ہو۔ پس جب دونوں فریق مرد اور عورت ان سب باتوں کا خیال رکھیں گے تو پھر وہ زندگی سے لطف اندوز ہوں گے خواہ دونوں مختلف نسل یا ایک ہی نسل یا ثقافت سے ہوں۔ اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ کوئی شخص کامل نہیں ہے سب میں کمزوریاں موجود ہیں اگر دونوں روادار ہوں اور اپنی آنکھیں، منہ اور کان ایک دوسرے کی برائی سننے سے محفوظ رکھیں گے اور نہ ہی ایک دوسرے کو برا کہیں گے تب ایک اچھی عائلی زندگی گزاریں گے۔ جب مختلف ثقافتوں کے لوگ احمدیت میں اکٹھے ہو جائیں گے تو ایک بہت اچھا احمدی ماحول قائم ہو جائے گا اور ہمیں اسے قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ بات ہمیں اسلام سکھاتا ہے اور میں اس پر یقین رکھتا ہوں لیکن لوگوں میں کمزوریاں ہوتیں ہیں کبھی کبھی وہ اس طرز پر عمل نہیں کرتے۔ ہم عام طور پر مالی حالات، اچھی جاب دیکھتے ہیں یا یہ کہ لڑکی یا لڑکا تعلیم یافتہ ہے پس ان سب کو دیکھنے کی بجائے ہمیں اس بات پر دھیان دینے کی کوشش کرنی چاہیے کہ اس شخص کا دینی پس منظر اچھا ہو اور با عمل مسلمان ہو۔‘‘

سوال: کیا مسجد مبارک اسلام آباد حضور انور کو اس جھونپڑی کی یاد دلاتا ہے جب حضور ٹمالے، غانا میں مقیم تھے؟

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ آپ کا مطلب ہے مسجد کی شکل کی وجہ سے؟ موصوفہ نے جواب دیا۔ جی حضور۔ حضور انور ایدہ اللہ اس پر مسکرائے اور فرمایا ’’نہیں اس مسجد مبارک کا فن تعمیر اس جھونپڑی سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔‘‘

واقفاتِ نو کی ملاقات کے بعد 12 سال سے اوپر واقفینِ نو کو بھی حضرت امیر المؤمنین سے شرف ملاقات نصیب ہوا۔

واقفینِ نو امریکہ کی
حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات

سوال: میرا نام نعمان احمد فرید ہے اور میں منسوٹا جماعت سے ہوں۔ میرے خطوط کے کئی جوابات میں جو حضور انور سے موصول ہوئے ہیں ان میں حضور نے تلقین فرمائی ہے کہ نماز اور تلاوت قرآن کریم میں

باقاعدگی کامیابی کی کنجی ہے تو پھر ایلان مسک جو ٹسلا کے بانی ہیں اور جف بیزاس جو ایمزن کے بانی ہیں جو نماز ادا نہیں کرتے اور نہ ہی اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو وہ پھر اتنے کامیاب اور امیر کیوں ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ کو معلوم ہے کہ آپ کی زندگی کا کیا مقصد ہے؟

واقف نو نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جی ابھی میرے پچھلے خطبہ میں بھی میں نے یہی بات بیان کی تھی اور دنیاوی لوگوں کی زندگیوں کا کیا مقصد ہے؟

واقفِ نو نے جواب دیا: دنیاوی مقام حاصل کرنا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا تو اس وقت شیطان نے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اور حضرت آدمؑ کی اطاعت سے انکار کر دیا۔ اس کی کیا وجہ تھی؟ اس کی وجہ تکبر اور دنیاوی خواہشات تھی اس نے اللہ تعالیٰ کو چیلنج کیا تھا کہ زیادہ تر لوگ میری پیروی کریں گے اور میں انہیں سیدھے راستے سے بھٹکاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ تُو ایسا نہیں کر سکے گا بلکہ فرمایا کہ ہاں بعض ایسے متقی لوگ ہوں گے جو میرے احکامات اور ارشادات پر عمل کرنے والے ہوں گے اور میرے انبیاء پر ایمان لائیں گے۔ اگرچہ ایسے لوگ تعداد میں کم ہوں گے لیکن وہی لوگ آخر کار کامیاب ہوں گے۔ آپ کا مقصد دنیاوی خواہشات حاصل کرنا نہیں ہے بلکہ آپ کا مقصد اللہ کا پیار حاصل کرنا ہے۔ ایک متقی شخص ہمیشہ اللہ کا پیار حاصل کرنے میں کوشاں رہتا ہے تا کہ آخرت میں زندگی ملے۔ ایک متقی شخص کو آخرت میں جزا دی جائے گی اور ان دنیاوی لوگوں کو ان کا اجر اسی دنیا میں مل جاتا ہے۔ اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے لوگوں کی دائیں آنکھ اندھی ہے۔ یعنی ایسے لوگوں کی مذہبی علم اور مذہب کی آنکھ اندھی ہے اور ایسے لوگوں کی بائیں آنکھ کام کرتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دنیاوی لحاظ سے ترقی پائیں گے۔ اگر آپ کی زندگی کا مقصد محض دنیاوی مفاد حاصل کرنے ہیں تو پھر آپ نماز اور اسلام کو چھوڑ کر کوئی بھی کام کر سکتے ہیں جس کا آپ کو دل کرے لیکن اگر آپ کو اس بات پر ایمان ہو کہ موت کے بعد بھی ہماری ایک زندگی ہے جو ایک دائمی زندگی ہے تو پھر آپ کو اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اللہ کا پیار حاصل ہوگا۔

کیا آپ سکول نہیں جا رہے؟

واقف نو: میں سکول جا رہا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ: کیا آپ اپنی پڑھائی میں اچھے نہیں ہیں؟

واقف نو: میں پڑھائی میں اچھا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ: آپ ہیں نا؟

واقف نو: جی۔

حضور انور ایدہ اللہ: کیا آپ کو اپنی دنیاوی ضروریات پوری کرنے میں کوئی مسئلہ یا کوئی کمی ہے؟

واقف نو: نہیں

حضور انور ایدہ اللہ: آپ کو روزانہ کھانا ملتا ہے یعنی ناشتہ، دوپہر کا کھانا اور اگر آپ پسند کریں تو شام کا کھانا، ہے نا؟

واقف نو: جی

حضور انور ایدہ اللہ: آپ نے اچھے کپڑے پہنے ہوئے ہیں الغرض اس دنیا کی ہر چیز آپ کے لیے دستیاب ہے اور آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کر رہے ہیں۔ اگر آپ اپنا ہدف حاصل کر لیں۔ آپ کا کیا ہدف ہے؟ آپ مستقبل میں کیا بننا چاہتے ہیں؟

واقف نو: میں ہارٹ سرجن بننا چاہتا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ: اگر آپ اپنے اس ہدف کو پا لیتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو دنیاوی مفاد حاصل ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہونے سے روزانہ اللہ تعالیٰ کے حضور پنج وقتہ نماز ادا کرنے اور اس کے احکامات پر عمل کرنے سے آپ کو آخرت میں بھی اجر ملے گا جبکہ ان لوگوں کو نہیں ملے گا۔ تو اب معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ نے فیصلہ کرنا ہے کہ آپ کو دونوں فائدے چاہئیں یا صرف اس دنیا میں ایک ہی فائدہ چاہیے؟ آپ کیا چاہتے ہیں، ایک فائدہ یا دو فائدے چاہتے ہیں۔

واقف نو: میں دونوں فائدے حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ان لوگوں کو صرف دنیاوی مفاد پہنچ رہے ہیں اور ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف سے وعدہ دیا گیا ہے کہ ہمیں اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اجر ملے گا تو ہماری زندگی کا مقصد محض دنیا حاصل کرنا نہیں ہے۔ ایک اچھے مومن کی زندگی کا مقصد اللہ کی محبت جیتنی ہے اور اللہ کا پیار جیتنے کے لئے آپ کو اپنی روحانی ترقی کی خاطر اور بنی نوع انسان کی خدمت کی خاطر جدوجہد کرنی پڑے گی۔

سوال: اگر جنگِ عظیم چھڑ جائے تو ہم کس طرح تیار رہ سکتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ''پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کو دعا کرنی چاہیے کہ ایسا نہ ہو۔ کم از کم آپ کی زندگی میں تو اس کی تاخیر ہو اور دوسری بات یہ ہے کہ آپ اپنے آپ کو اسلام کی تبلیغ اور اسلام کے پیغام کے پرچار کے لئے تیار کریں۔ آپ ثابت قدم رہیں اور اللہ تعالیٰ سے وعدہ کریں کہ جب آپ بڑے ہو گئے تو آپ اسلام کا پیغام دنیا میں پھیلائیں گے۔ اگر ہم لوگوں کو یہ بات سمجھانے میں کامیاب ہو جائیں کہ ان کی زندگیوں کا کیا مقصد ہے اور یہ کہ انہیں اپنی زندگیاں کیسے بسر کرنی چاہئیں اور ہم انہیں اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کی طرف لے آئیں تو پھر ہم نہ صرف اس جنگ کے خوف کو ختم کر سکتے ہیں بلکہ کچھ عرصے تک اس میں تاخیر بھی ہو سکتی ہے۔ اس طرح کے اتار چڑھاؤ تو آتے ہی رہیں گے اور آتے رہتے ہیں۔ دوسری بات جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ہر خاندان کو اپنے گھر میں چند ماہ کا راشن رکھنا چاہیے اور نوجوان بھی ان میں موجود ہیں ان کو بھی ان کی مدد کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کریں۔ یہی چیز ہے۔ اگر آپ کی مراد یہ ہے کہ ہم دنیا کو کس طرح جنگ سے بچا سکتے ہیں؟ تو پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں یہی ایک طریق ہے۔ اگر دنیا تباہی پر مُصر ہے اور اس کے سربراہ عقل سے کام نہیں لے رہے تو پھر ہم کچھ نہیں کر سکتے۔''

سوال: جب ہم حضور انور یا خلیفۂ وقت کیلئے دعا کرتے ہیں تو حضور کیا پسند فرمائیں گے کہ ہم کیا دعا کریں؟

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ''آپ کو یہ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ خلیفۂ وقت کو اس کے فرائض کی ادائیگی میں نصرت فرمائے اور اللہ تعالیٰ نے جن ذمہ داریوں کا بوجھ خلیفۂ وقت کے کندھوں پر ڈالا ہے وہ پوری طرح سے ادا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسے قوت دے۔ اللہ تعالیٰ اسے صحت دے تا کہ وہ اسلام اور احمدیت کی خاطر صحیح طرح سے خدمت کر سکے اور خلیفۂ وقت کے ذہن میں جو بھی منصوبے ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے کم وقت میں اور بہترین طریق پر مکمل ہوں اور اللہ تعالیٰ اسے مددگار بھی عطا کرے یعنی سلطانِ نصیر تا کہ مددگاروں کی ایک ٹیم خلیفۂ وقت کی مدد کر سکے اور اللہ تعالیٰ ہمیں بھی خلیفۂ وقت کے سلطان نصیر میں شامل کرے تا کہ وقف نو کی حیثیت سے ہم خلیفۂ وقت کی، اس کے منصوبوں، خواہشوں اور تدابیر کی تکمیل میں مدد کرتے ہوئے اپنے فرائض کی ادائیگی کر سکیں۔''

سوال: بعض اوقات میں سوچتا ہوں کہ کیا خدا تعالیٰ حقیقتاً موجود ہے یا نہیں۔ حضور مجھے کونسے ایسے اقدام اٹھانے چاہئیں جن سے میں ہستی باری تعالیٰ کا قائل ہو جاؤں؟

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ''آپ خدا تعالیٰ کو ننگی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتے ہو۔ آپ کو یہ پتہ ہے یا نہیں؟

واقف نو: جی

حضور انور ایدہ اللہ: اللہ تعالیٰ نور ہے۔ کیا آپ پانچ وقت نماز ادا کرتے ہو؟ کیا آپ کو کبھی قبولیت دعا کا تجربہ ہوا ہے؟

واقف نو: جی

حضور انور ایدہ اللہ: تو پھر یہی وہ ذریعہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنی ہستی کا ثبوت دیتا ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اور اس نے وہ قبول کر لی اور آپ جانتے ہو کہ جو بھی آپ نے حاصل کیا وہ قبولیت دعا کے طفیل سے ہوا ہے اور بعض اوقات جب آپ دعا کر رہے ہوتے ہیں آپ سجدہ کی حالت میں ہیں اور روتے ہیں، بہت روتے ہیں تو آپ کو اطمینانِ قلب محسوس ہوتا ہے کہ اب میری دعائیں قبول ہو گئی ہیں یا اللہ تعالیٰ میرے لئے بہتری کے سامان پیدا فرمائے گا۔ یہ بھی ہستی باری تعالیٰ کا ایک ثبوت ہے تو احمدیوں کو ہمیشہ سے ہی اللہ تعالیٰ کی ہستی کے متعلق تجربہ رہا ہے۔ کیا آپ نے کبھی قبولیت دعا کا نظارہ دیکھا ہے؟ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنا روپ دکھاتا ہے اگر آپ کا اس سلسلہ میں کوئی دوسرا سوال ہے تو آپ وہ پوچھیں جو واقعتاً آپ پوچھنا چاہتے ہو۔

واقف نو: میری مراد یہ ہے کہ جب آپ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ رہے ہوں اور آپ کئی چیزوں کے متعلق خواہش رکھ رہے ہوں لیکن وہ قبول نہیں ہوتیں۔

حضور انور ایدہ اللہ: ضروری نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی تمام دعاؤں کو قبول فرمائے۔ وہ مالک ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ میں تمہاری بعض دعائیں قبول کروں گا لیکن بعض دفعہ تمہاری بعض کی گئی دعائیں آپ کے لیے اچھی نہیں ہیں۔ اگر آپ بڑے خشوع وخضوع سے دعائیں مانگ رہے ہوں تو اللہ تعالیٰ اسے ضائع نہیں ہونے دے گا۔ وہ آپ کے کریڈیٹ اکاؤنٹ میں جائیگا۔ جب بھی آپ کو کوئی چیز درکار ہو تو اللہ تعالیٰ آپ کو وہ عطا کر دے گا۔ اس چیز کا کریڈٹ بینفٹ آپ کو ملے گا۔

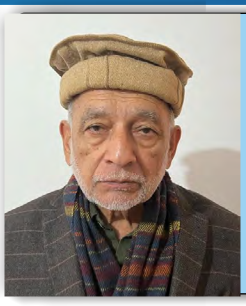

انجینئر محمود مجیب اصغر۔سویڈن

ملک منور احمد عارف جہلمی مرحوم

مکرم ملک منور احمد عارف جہلمی مرحوم سے میرا تعارف الفضل اخبار کے ذریعے سے ہوا تھا۔ ایک لمبے عرصے کی معذوری اور بیماری کے بعد بالآخر 2/ نومبر 2022ء کو اللہ کو پیارے ہوگئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 86 سال تھی۔ ہرطرح کی کمزوری اور معذوری کے باوجود ان کا حافظہ غضب کا تھا جو آخری وقت تک قائم رہا۔سب دوستوں اور عزیزوں کے فون نمبر زبانی یاد تھے۔

ان کے پاس کئی نامور لوگوں کی آمد و رفت رہتی تھی۔ میں بھی جاتا تھا۔ ربوہ کے ابتدائی دنوں کے واقعات یاد تھے۔مضامین بھی لکھتے رہتے تھے۔جن صحابہ سے ملے ان کی ناموں کی فہرست بنائی ہوئی تھی جو کثیر تعداد میں تھے۔

خلیفۂ وقت اور خاندان مسیح موعودؑ کے ساتھ عشق تھا۔ بتایا کرتے تھے کہ صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ایک سو سے زائد مرتبہ تشریف لا چکے ہیں اور اسی طرح میاں احمد (صاحبزادہ مرزا غلام احمد مرحوم) بھی۔ کووڈ کے دنوں میں خط لکھ کر بھجوا دیتے۔جیسا کہ اوپر لکھا ہے حافظہ قائم رہا۔ ایک دو خطوط میں اپنی حالت پر یہ شعر لکھا

ہوش و حواس و تاب و تواں داغ جا چکے
اب ہم بھی جانے والے ہیں سامان تو گیا

ان کی خدمت کے لئے ان کے بھائی ملک لطیف احمد صاحب کئی کئی ماہ کینڈا سے آ کر ان کے پاس رہتے تھے۔ ان کے دیگر عزیز و اقارب بھی ان کی خدمت پر مستعد رہتے تھے۔ اکثر ہسپتال داخل ہوتے اور پھر عزیز و اقارب آجاتے۔ ان کے لئے گھر میں ان کی دیکھ بھال اور خوراک کے لئے ان کے بھائی اور رشتہ داروں نے انتظام کیا ہوا تھا۔ ان کی بڑی بیٹی کینیڈا سے آ کر ان کے پاس رہتی تھیں۔ آخری ایام میں چھوٹی بیٹی چکوال لے گئیں اور جب طبیعت بہت خراب ہوئی تو کینیڈا والی بیٹی بھی آ گئی۔ اس طرح دونوں بیٹیوں کے سامنے چھوٹی بیٹی کے گھر ان کی 2/ نومبر 2022ء کو وفات ہوئی اور اسی دن 2/ نومبر کو ربوہ صدر انجمن احمدیہ کے احاطہ میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ ناظر اعلیٰ مکرم سید خالد احمد شاہ صاحب نے نماز جنازہ کی امامت کروائی۔ تدفین نئے بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔

انہوں نے اپنے بھائی کو اپنے عزیزوں اور دوستوں کی لسٹ دی ہوئی تھی کہ ان کی وفات کی اطلاع انہیں لازماً کرنی ہے۔ چنانچہ اس عاجز کو بھی اطلاع کینیڈا سے فون کر کے ان کے بھائی ملک لطیف احمد صاحب نے دی اور خدا کا شکر ہے خاکسار جنازے میں شامل ہوگیا۔

ان کی خواہش تھی کہ ان کی وفات پر یہ عاجز ان پر الفضل کے لئے مضمون لکھے۔ بلکہ مضمون کے لئے کئی پوائنٹ لکھ کر دے گئے تھے۔ ان کی خواہش کے مطابق درج ذیل معروضات عرض کرتا ہوں۔

مکرم ملک منور احمد صاحب عارف جہلمی کلرکہار ضلع چکوال کے رہنے والے تھے۔ چکوال پہلے ضلع جہلم میں شامل تھا۔ چکوال بعد میں ضلع بنا۔ اس لئے نام کے آگے جہلمی لگاتے تھے۔ ان کی پیدائش 9/ مئی 1935ء کی تھی۔ آپ کے والد صاحب کا نام میاں سلطان بخش تھا جو کہ کلر کہار کے پہلے احمدی تھے اور انہی کے ذریعے کلرکہار کی جماعت قائم ہوئی۔تعلیم کے لئے منور صاحب مرکز میں آگئے اور چنیوٹ اور پھر ربوہ میں تعلیم الاسلام ہائی اسکول ربوہ میں زیر تعلیم رہے اور 1954ء میں انہوں نے میٹرک کیا اور نظارت بیت المال آمد میں ان کی تقرری ہوئی اور مسلسل اسی نظارت میں کام کرتے رہے اور ریٹائر ہو کر پنشن پائی۔

مرحوم بہت ملنسار، دعاگو اور نیک صالح انسان تھے۔ ان کو نظارت مال آمد میں اکتالیس سال کام کرنے کی توفیق ملی۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مورخہ 29/ ستمبر 1948ء کو ربوہ کا سنگ بنیاد رکھا تھا اور پہلی نماز ظہر پڑھائی تھی۔ اس بابرکت تقریب میں آپ بھی شامل تھے۔ آپ کا نام تاریخ احمدیت جلد 12 میں درج ہے۔

یہ اپنے رفقائے کار سے بھی بہت پیار اور محبت کرتے تھے۔ اس لئے وہ بھی ان کا بہت ادب و احترام کرتے تھے۔ اللہ کے فضل سے 24 سال کی عمر میں نظام وصیت میں شامل ہوئے تھے اور وصیت کی شرائط کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کی۔ ان کو سلسلہ کی کتب اور الفضل کے مطالعے کا بہت شوق تھا۔ملکی اخبار بھی ساری عمر لگوا رکھی تھی اور مطالعہ کرتے رہتے تھے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد کی ملاقات و زیارت کا شرف حاصل تھا۔ علاوہ ازیں ان کو حضرت مسیح موعودؑ کے 115 صحابہ کی زیارت بھی نصیب ہوئی تھی۔حضرت مسیح موعودؑ کے جلیل القدر صحابہ کرام کے پاس اکثر جاتے رہتے تھے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کو ان سے ملاقات کرواتے رہے۔مثلاً حضرت مولوی غلام رسول راجیکی، حضرت مولوی محمد ابراہیم بقا پوری اور حافظ مختار احمد شاہجہانپوری رضی اللہ عنہم سے خاص تعلق تھا۔ خلیفہ وقت سے بڑی عقیدت اور محبت رکھتے تھے۔

جب ریٹائر ہوئے تو ان کے ناظر مکرم شیخ محبوب عالم خالد صاحب مرحوم نے آپ کو لکھا کہ آپ بہت فرض شناس اور نیک اور دعا گو کارکن رہے ہیں۔ معذوری کے باوجود فرائض کی انجام دہی میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ جزاک اللہ

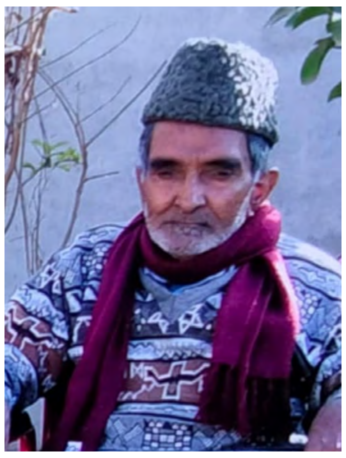

خط و کتابت اور دعا

کووڈ کے دنوں میں آپ کے پاس نہیں جا سکتا تھا۔ خط لکھ کر بھیج دیتے تھے۔ تمام تر معذوری اور بیماری کے باوجود خاکسار سے آپ کی خط وکتابت جاری رہی۔ بہت دعا گو دوست تھے۔ اس عاجز کو کئی دفعہ لکھا۔طبیعت ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے جواب ارسال نہ کر سکا۔ ویسے میں باقاعدگی سے آپ کے لئے اور آپ کی بیگم صاحبہ کے لئے دعائیں کرتا رہتا ہوں۔(اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں قبول فرمائے)۔بہت دعا گو تھے۔ دعاؤں کی سیڑھی پر ساری عمر چڑھتے رہے اور چڑھاتے رہے اور دعا سے کبھی غافل نہیں ہوئے۔ ایک خط میں لکھا۔ بھائی جان! میری صحت بہت کمزور ہوگئی ہے۔ بھائی ظہور احمد اٹھاتے بٹھاتے ہیں۔ کئی عوارض لاحق ہیں جن سے مجھ کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ انسان صبر اور دعا کے علاوہ کرہی کیا سکتا ہے؟۔ میرے لئے بہت دعائیں کیا کریں۔ مجبوراً انہیں بعض کلر کہار کے سفر درپیش آئے۔لکھا اس تکلیف دہ حالت اور سفر میں بھی دعائیں کرنے کی توفیق پاتے تھے۔

میری ایک مشکل کے وقت صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب نے مشورہ دیا۔ چالیس دن مسلسل حضور کو خط لکھیں اور چالیس دن ہی بہشتی مقبرہ جا کر دعا کریں۔ میں ان دنوں ملک صاحب کو بھی دعا کی یاد دہانی کرواتا رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا مصیبت ٹل گئی لیکن ایک ڈاکومنٹ کا حصول ضروری تھا جو معین تاریخ کو پیش کرنا تھا۔ یہ ڈاکومنٹ ان کے بھائی صاحب کی ذاتی واقفیت اور یادداشت سے کسی متعلقہ افسر کے ذریعہ حاصل ہوا۔ میں حیران ہوں کس طرح دعا سے اللہ تعالیٰ کڑیاں ملاتا ہے اور بظاہر ناممکن کو ممکن بنا دیتا ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزا

باتیں تو اور بھی ہیں لیکن اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے۔ جنت الفردوس کے اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ان کے جملہ لواحقین کو صبر عطا کرے اور ان کی نیکیوں اور دعاؤں کا وارث بنائے۔ آمین

دعا کا تحفہ

نیا کپڑا پہننے کی دعا

حضرت عمرؓ نیا کپڑا پہنتے وقت ایک دُعا پڑھتے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ جو شخص نیا لباس پہنتے وقت پرانا کپڑا صدقہ کر دے اور یہ دُعا پڑھے تو زندگی و موت دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان اور پردہ پوشی میں آجاتا ہے اور اُس کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

اَلحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ ،وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ

(أبوداؤد کتاب اللباس باب فیما یدعی لمن لبس ثوبا جدیدا)

ترجمہ: تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے ایسا لباس پہنایا جس کے ساتھ مَیں اپنا ننگ ڈھانپتا ہوں اور اپنی زندگی میں اُس کے ذریعہ زینت اور خوبصورتی حاصل کرتا ہوں۔ اُس خدا نے مجھے یہ لباس میری کسی قوت و طاقت (یا خوبی) کے بغیر عطا فرمایا ہے۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 102)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

شیخ مجاہد احمد شاستری۔ قادیان

حاصل مطالعہ

قادیانی جماعت نے ہندوستان سے باہر وہ کام کر دکھایا جو کسی ملک کے مسلمانوں نے اس وقت تک نہیں کیا

(ملک محمد الدین ایڈیٹر ماہنامہ صوفی)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بابرکت خلافت کے مبارک زمانہ (1914ء - 1965ء) میں الٰہی تائید و نصرت سے احمدیت کا نور اکناف عالم میں زمین کے کناروں تک پھیل گیا۔ سر زمین امریکہ میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ احمدیت کی تبلیغ سعید روحوں میں ہونے لگی۔ اس بات کا اقرار اُس زمانہ کے انصاف پسند دانشمندان نے کھلے بندوں کیا۔ ذیل میں ملک محمد الدین صاحب ایڈیٹر ماہنامہ صوفی منڈی بہاؤ الدین کا ایک صدی قبل کا ایک نایاب حوالہ درج کیا جاتا ہے۔ ملک محمد الدین صاحب اگر آج زندہ ہوتے تو دیکھتے کہ اس ایک صدی میں احمدیت ہی اسلام کی حقیقی تصویر بن کر یورپ و امریکہ میں اسلام کی نمائندگی کر رہی ہے۔ اور ہزاروں لاکھوں سعید روحیں اس الٰہی شجر سے مستفیض ہو رہی ہیں۔

ملک محمد الدین صاحب ایڈیٹر ماہنامہ صوفی لکھتے ہیں کہ:

’’قادیانی جماعت نے ہندوستان کے اندر کوئی سیاسی یا مذہبی اہمیت حاصل کی ہو یا نہ کی ہو، لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں ہوسکتا کہ ہندوستان سے باہر اس نے وہ کام کر کے دکھایا جو کسی ملک کے مسلمانوں نے اس وقت تک نہیں کیا تھا۔

خواجہ کمال الدین کے کارنامے، ان کا ایثار و خلوص، اُن کی تگ و دو اور ان کے ثمراتِ مساعی آج روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ اللہ کے اس سچے بندے اور حقیقت کے اس راسخ العزم پرستار کے لئے اجر مخصوص کر دیا گیا ہے۔ یقیناً اب ہم ان کی تبلیغ و اشاعت اسلام کو قادیانی تحریک میں شامل نہیں کر سکتے۔ اور نہ یہ قادیانی مسلک کے صحیح معنی میں مقلد کہلائے جا سکتے ہیں، تاہم ان کی تبلیغ کی ابتداء اسی وقت ہوئی تھی جب وہ بندگانِ قادیان میں شمار ہوتے تھے۔ اور اس لئے اس کا اولین امتیاز بھی اسی جماعت کو حاصل ہے۔

احمدی جماعت کوشش کر رہی ہے کہ وہ دنیا کے تمام حصوں میں اپنے مسلک کی تبلیغ و اشاعت کا کام جاری کر دیں۔ چنانچہ چین، افریقہ، آسٹریلیا وغیرہ میں ان کی مشنری کام کر رہے ہیں۔ اور امریکہ میں بھی اُن کے مبلغ ڈاکٹر مفتی محمد صادق نہایت محنت سے اپنی خدمات کو انجام دے رہے ہیں۔ امریکہ میں ان کو قدم رکھے ہوئے دوسرا سال ہے۔ لیکن اس قلیل زمانہ میں انہوں نے وہاں کافی مقبولیت حاصل کر لی ہے۔ اور تقریباً سو آدمی وہاں کے مسلمان (قادیانی) ہو چکے ہیں۔ انہوں نے وہاں سے شمس الاسلام (ایک سہ ماہی رسالہ) بھی جاری کیا ہے جس کی پہلی اشاعت جولائی 1921ء میں کی گئی اور اس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے ڈاکٹر محمد صاحب نے امریکہ میں کن کن مصائب کو برداشت کیا۔ اور ابتداء ہی میں وہ کن مشکلات میں گھر گئے۔ لیکن چونکہ عزم مستقل تھا اور ہمت استوار، اس لئے مصیبتوں کا بادل چند دن میں ہٹ گیا اور کامیابی کی شعاعیں نمودار ہونے لگیں۔

تجربہ نے بات ثابت کر دی کہ یورپ و امریکہ اشاعتِ اسلام کے بہترین میدان ہیں اور اگر کوئی شخص وہاں اسلام کی صحیح تعلیمات کو پیش کرے اور مسیحی دنیا میں جو شبہات اسلام کے متعلق پائے جاتے ہیں اُن کو دور کر دے تو کامیابی بہت آسان ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہندوستان کی جماعتِ اسلام (جسے دنیا کی سب سے بڑی جماعتِ اسلام ہونے کا فخر حاصل ہے۔) اس سے بالکل غافل ہے۔ اور علماء کا گروہ اس طرف مطلقاً توجہ نہیں کرتا۔ اس وقت ہم اس کے اسباب پر غور کر کے اُن کی تفصیل بیان کرنا مناسب نہیں سمجھتے کیونکہ اس صورت میں ہمیں بہت سے تلخ تجربات اور ناخوشگوار واقعات سے بحث کرنی پڑے گی، تاہم احمدی جماعت کی اس قوتِ عمل کو ایک نمونہ کی صورت سے ضرور پیش کرنا چاہتے ہیں جو غالباً بہترین درسِ عمل ہے۔

شمس الاسلام کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ میں خالص احمدی معتقدات کی تبلیغ ہو رہی ہے۔ اور وہاں کی آبادی جو اس وقت تک اسلام کی تعلیمات ہی سے ناواقف تھی اور جو فی الحال کسی طرح احمدی و غیر احمدی تعلیمات میں کوئی امتیاز پیدا نہیں کر سکتی، نہایت سُرعت کے ساتھ قادیانی ہوتی جا رہی ہے۔ ہر چند یہ بھی بسا غنیمت ہے کہ ایک مسیحی قادیانی ہی ہو کر مسلمان ہو جائے۔ لیکن ضرورت تھی کہ ہمارے ہاں کی جمیعۃ علماء اس فرصت سے فائدہ اٹھاتی اور اسلام اور مسیحیت کے درمیان اس بیچ کے درجہ کو بھی ہٹا دیتی، لیکن چونکہ اس کی کوئی امید نہیں اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس جماعت کی کامیابی سے خوش نہ ہوں کہ وہ بھی فی الجملہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہیں۔ شمس الاسلام کا سالانہ چندہ پانچ روپیہ ہے۔ اور مچگن میں اس کا دفتر ہے۔ لیکن اس کی کاپیاں غالباً قادیان سے بھی مل سکتی ہیں۔

(Mufti Muhmmad Sadiq 27la,Bella Ave, Highlaw Park Mich,USA AMERICA)

(بحوالہ ماہنامہ رسالہ صوفی ماہ اکتوبر 1921ء صفحہ 34-35)

ایڈیٹر کے نام خط

الفضل ہر وقت جاگ رہا ہوتا ہے

مکرم ڈاکٹر نصیر احمد طاہر۔ ویلز یو کے سے لکھتے ہیں:

ہم دنیا کے مختلف خطوں میں بیٹھے مختلف دوست مل کر الفضل آن لائن اور اس کے مضامین آپس میں شیئر کرتے رہتے ہیں، جب میں سویا ہوں تو نائیجیریا والے اور جب نائیجیریا والے سو رہے ہوتے ہیں تو امریکہ والے اور یورپ والے دوست سو رہے ہوتے ہیں تو آسٹریلیا والے جاگتے اور الفضل پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ تو الفضل ہر وقت جاگتا رہتا ہے۔ الحمد للہ۔ چھوٹے اقتباس یا ایک ایک مضمون وقفہ وقفہ سے شیئر کرنے سے لوگ جلدی پڑھ لیتے ہیں۔ آپ کی الفضل کی جاگتی سرگرم ٹیم سے ان شاء اللہ الفضل کے قارئین کی تعداد بڑھ رہی ہے۔

صوفی
ایڈیٹر ملک محمد الدین
پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب

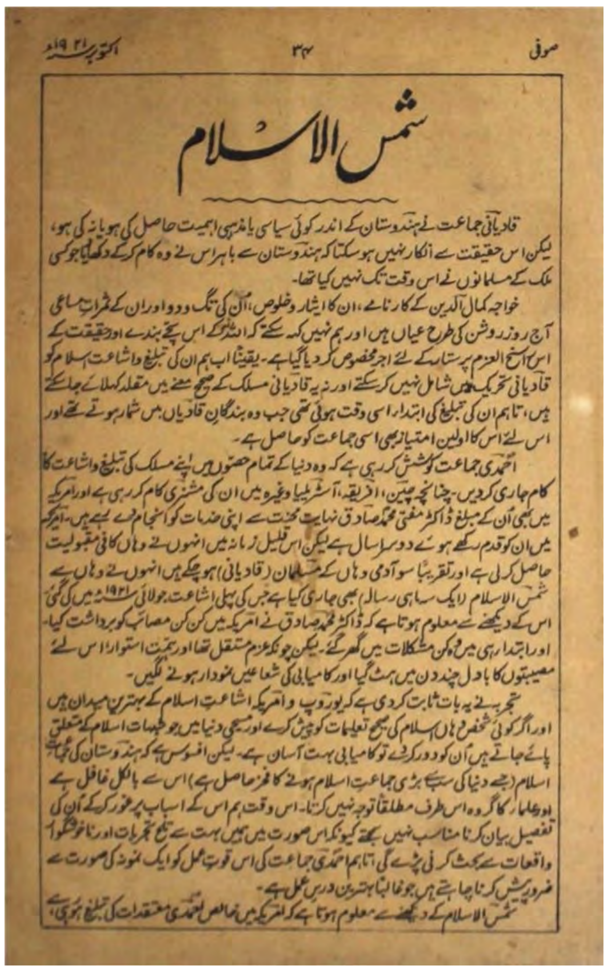
صوفی
شمس الاسلام

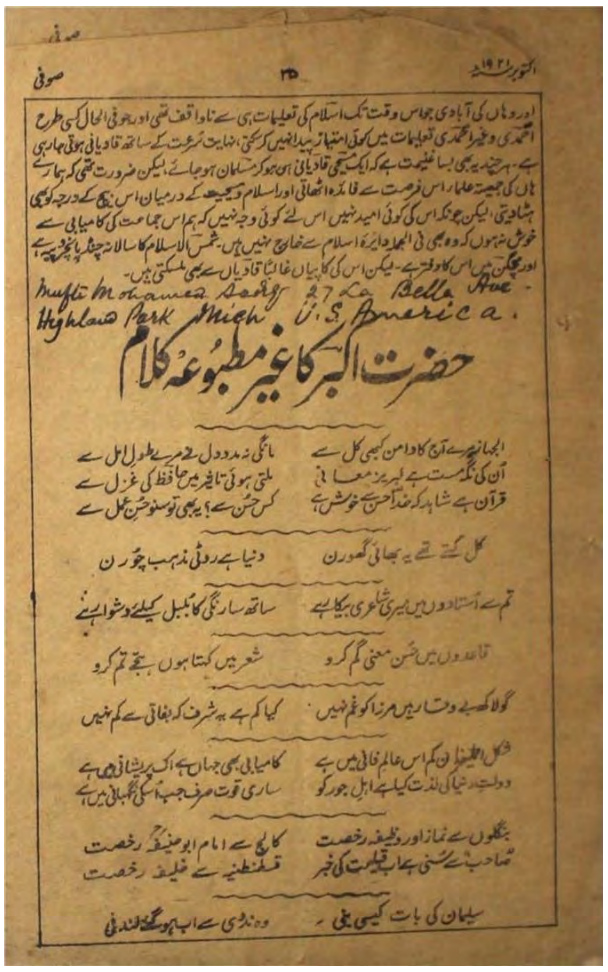
صوفی
حضرت اکبر کا غیر مطبوعہ کلام

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

رپورٹ: ونگ کمانڈر محمد زکریا داؤد۔ کینیڈا

اجلاس عام اوٹاوہ ایسٹ کینیڈا

مکرم ملک لال خان امیر جماعت احمدیہ کینیڈا کے اوٹاوہ کے دورہ سے استفادہ کرنے کے لیے جماعت احمدیہ اوٹاوہ ایسٹ (East) نے مؤرخہ 18/ نومبر 2022ء بروز جمعہ بعد از نماز عشاء ایک اجلاس عام منعقد کیا جس میں شدید سردی اور برفباری کے باوجود انصار، خدام، اطفال اور لجنات کی ایک معقول تعداد نے شرکت کی۔

محترم امیر صاحب کینیڈا کی صدارت میں اجلاس عام حسب معمول تلاوت قرآن کریم اور منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ شروع ہوا۔ تلاوت مکرم ذیشان زکریا نے اور اردو منظوم کلام محترم ابتسام جنجوعہ زعیم انصار اللہ نے پیش کی۔ تلاوت سے پہلے محترم امیر صاحب نے مختصراً بتایا کہ اجلاس کا اہم ترین حصہ تلاوت قرآن کریم ہی ہے اور اس کلام اللہ کو غور سے سننا اور اس کے ترجمہ کو سمجھنا نہایت ہی ضروری ہے۔ اس حصہٴ اجلاس کو معمول کی کاروائی سمجھ کر غفلت برتنا ہرگز دانائی نہیں ہے۔

اجلاس عام کا خصوصی حصہ محترم امیر صاحب کا خطاب تھا جس میں امیر صاحب نے تلاوت میں پیش کردہ سورۃ النور کی وعدہ خلافت سے متعلق آیات کا ذکر کرتے ہوئے خلافت کی اہمیت اور اس کے ساتھ اخلاص و وفا کا مضبوط تعلق قائم رکھنے کی مستقل کوشش کرتے رہنے کی تلقین فرمائی۔

نیز فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد خلافت احمدیہ کو ایک صدی سے زیادہ کا عرصہ کامیابی سے گزر چکا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے وعدہ خلافت سے متعلقہ شرائط پر مضبوطی سے قائم ہیں۔ یہ انعام صرف اس وقت تک ہمیں ملتا رہے گا جب تک ہم خلافت کے ساتھ اپنے اخلاص اور وفا کے تعلق کو قائم رکھتے ہوئے خلیفہٴ وقت کے ہر ارشاد کو دوسری تمام باتوں پر مقدم رکھیں گے۔

محترم امیر صاحب کے خطاب کے بعد سوال و جواب کے لیے وقت دیا گیا جس میں لجنہ، اطفال، خدام اور انصار نے بہت سے سوال کیے جن کا تسلی بخش جواب امیر صاحب نے بذات خود دیا۔

اس محفل کا دلچسپ ترین پہلو یہ تھا کہ سب سے زیادہ سوالات دس بارہ سال کے بچوں نے کیے اور ان کے سوالات اسلام احمدیت، نظام قدرت اور اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے نہایت Focused اور ذہانت سے بھرپور تھے۔

یہ خوشگوار محفل اجتماعی دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ بعد ازاں شرکاء کی خدمت میں Snacks اور چائے پیش کی گئی۔ یہ اجلاس عام رات ساڑھے نو بجے اختتام کو پہنچا۔

فقہی کارنر

مجبور لوگوں کو مہنگے داموں غلہ فروخت کرنا جائز نہیں

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ہم سب بھائی (یعنی خاکسار و برادران میاں جمال الدین مرحوم و میاں امام الدین صاحب) مسائل فقہی کی بناء پر گاہے بگاہے بدی طریق تجارت کرتے تھے کہ غلّہ خرید کر ضرورت کے موقع پر غرباء کو کسی قدر گراں نرخ پر بطور قرض دے دیتے اور فصل آئندہ پر وصولی قرضہ کر لیتے تھے۔ جب حضور علیہ السلام کا دعویٰ ظاہر ہوگیا تو اس وقت بھی ایک دفعہ غلّہ خرید کیا گیا کہ غرباء کو دستور سابق دیا جائے۔ جب میں قادیان گیا تو مجھے خیال آیا کہ حضور علیہ السلام سے اس کے متعلق دریافت کرلوں۔ چنانچہ حضورؑ کی خدمت میں سوال مفصل طور پر پیش کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے جواباً فرمایا کہ ”تمہیں ایسے کاموں کی کیا ضرورت ہے؟“ جس لہجے سے حضورؑ نے جواب دیا وہ اب تک میری آنکھوں کے سامنے ہے جس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کو ایسے کام بہت ناپسند ہیں۔ پس واپس آ کر ہم نے ارادہ ترک کر دیا اور بعد ازاں پھر کبھی یہ کام نہ کیا۔

(سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 249-250)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

بقیہ: بنیادی مسائل کے جوابات ...... از صفحہ 4

قریب کر دے گا۔ جب وہ اس درخت کے قریب پہنچے گا تو جنت والوں کی آوازیں سنے گا تو وہ پھر عرض کرے گا اے میرے رب مجھے اس میں داخل کر دے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم! تیرے سوال کو کون سی چیز روک سکتی ہے کیا تو اس پر راضی ہے کہ تجھے دنیا اور اس کے ساتھ دنیا کے برابر اور دے دیا جائے؟ وہ شخص کہے گا اے میرے رب کیا تو مجھ سے مذاق کر رہا ہے جبکہ تو تو رب العالمین ہے؟

اس پر اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہنس پڑے اور لوگوں سے کہا کہ تم مجھ سے کیوں نہیں پوچھتے کہ میں کیوں ہنسا ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کس وجہ سے ہنسے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ بھی اسی طرح ہنسے تھے اور صحابہ نے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ آپ کس وجہ سے ہنسے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ رب العالمین کے ہنسنے کی وجہ سے۔ جب وہ آدمی کہے گا کہ تو رب العالمین ہونے کے باوجود مجھ سے مذاق کر رہا ہے تو اللہ فرمائے گا کہ میں تجھ سے مذاق نہیں کرتا مگر جو چاہوں کرنے پر قادر ہوں۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب آخِرِ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا)

ایک سبق آموز بات

منافق

ایسے منافق لوگوں کے ساتھ رہنے سے ہزار درجہ بہتر ہے کہ بندہ اکیلے رہ لے جو اوپر اوپر سے بہت پیار جتاتے ہیں اور اندر اندر ہی جڑیں کاٹ رہے ہوتے ہیں۔

مرسلہ: شکیل احمد طاہر۔ قادیان

طلوع وغروب آفتاب

9/ دسمبر 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:25	17:39
مدینہ منورہ		05:31	17:34
قادیان		05:50	17:25
ربوہ		05:30	17:05
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:25	15:56